

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

انچاسواں اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 27 جنوری 2022ء بروز جمعرات بمطابق 23 جمادی الثانی 1443 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	دُعائے مغفرت۔	2
15	وقفہ سوالات۔	3
24	توجہ دلاؤ نوٹس۔	4
26	رخصت کی درخواستیں۔	5
27	قرارداد نمبر 133 منجانب: جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی۔	6
30	قرارداد نمبر 134 منجانب: محترمہ شاہینہ کاکڑ، رکن اسمبلی۔	7
37	قرارداد نمبر 135 منجانب: میرزا بدلی ریکی، رکن اسمبلی۔	8
38	قرارداد نمبر 136 منجانب: جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی۔	9

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر جان محمد خان جمالی
ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب طاہر شاہ کاکڑ
اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 27 جنوری 2022ء بروز جمعرات برطابق 23 جمادی الثانی 1443 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 40 منٹ پریزیدنٹ سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادِّثُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُتِبَتْ اٰیٰتُ الْاٰزِیْمِ ط
 اٰیٰتُ الْاٰزِیْمِ ط وَلِلْكَافِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۰﴾ یَوْمَ یَبْعَثُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فِیْۤ اٰیٰتِہُمْ
 بِمَا عَمِلُوْا ط اَحْصٰۤی اللّٰهُ وَاَنْۢسَوْهُ ط وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ﴿۱۱﴾

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المجادلہ آیات نمبر ۵ اور ۶ ﴾

ترجمہ: جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے اتاری ہیں آیتیں بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا۔ جس دن کہ اٹھائیگا اللہ ان سب کو پھر جتلائیگا ان کو ان کے کیے کام، اللہ نے وہ سب گن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِبْلَٰغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ ایک یہ کہ اسپیکر میر جان محمد جمالی کی طرف سے ڈاکٹر حیدر بلوچ سابق صوبائی وزیر کیلئے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ ایک منٹ ملک سکندر صاحب! جی جی۔

ملک سکندر ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! ہمارے سابق صوبائی وزیر ڈاکٹر حیدر بلوچ فوت ہو گئے ہیں اللہ اُن کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ میں جناب سے گزارش کرونگا کہ انکے لئے دُعا کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جان محمد جمالی کی طرف سے بھی یہی نام آیا کہ انکے حق میں دُعا مغفرت پڑھی جائے۔

(دُعا مغفرت کی گئی)

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں اس ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ 20 جنوری کو لاہور میں ایک دہشت گردانہ حملہ ہوا، جس میں معصوم لوگ شہید ہو گئے۔ یقیناً ملک کے تمام سیاسی، جمہوری پارٹیوں نے اُس دہشت گردانہ حملے کی مذمت کی ہے اور ہم تو ایسے لوگ ہیں کہ ہم شروع ہی سے عدم تشدد کے پیروکار ہیں، خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید، وہ پہلے سیاسی رہبر اور رہنما تھے جو شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہوئے۔ جناب اسپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جب 20 جنوری کو لاہور میں آنارکلی میں دھماکہ ہوتا ہے سب دُنیا اُس کی مذمت کرتی ہے لیکن آفت ہاں لاہور، پنجاب میں ہمارے لوگوں پر پڑتی ہے۔ بالخصوص وہاں پنجاب یونیورسٹی میں جو ہمارے بچے پڑھتے ہیں چاہے پشتون ہیں چاہے بلوچ ہیں وہاں ہمارے لوگ جو کام کرتے ہیں اُن کی پکڑ دھکڑ شروع ہو جاتی ہے۔ آپ نے وہ video بھی دیکھی ہے کہ رات پنجاب یونیورسٹی کے ہاسٹلوں میں گھستے ہیں باقی جو وہ بچے وہاں CSS اور PCS کی تیاری کرتے ہیں اُنکی گرفتاری ہوتی ہے، درجنوں لوگوں کو اُٹھا کر کے تھانوں میں بند کر کے انکو تشدد کا نشانہ بناتے ہیں بعد میں بھاری رقم رشوت لیکر کے انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور ابھی تک بہت سارے وہاں قید خانوں، تھانوں اور torture cells میں بند پڑے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کیا اگر دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے تو ہم سب نے مذمت کی ہے کوئی ایک بندہ کسی بھی دہشتگردی واقعہ کا طرفدار نہیں ہو سکتا۔ معصوم لوگوں کی جان جاتی ہے تو ہم سب کو افسوس اور ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن اس میں یہ کیا بات ہے کہ آپ نے پنجاب یونیورسٹی، باقی یونیورسٹیوں کے ہاسٹلوں پر چھاپے مارتے ہیں اور ہمارے students پچاروں کو ذلیل کرتے

ہیں۔ وہاں کام کرنے والے پشتون ہو چاہے بلوچ ہو انکو ذلیل کرتے ہیں انہیں گرفتار کرتے ہیں۔ آج بھی تھانے بھرے پڑے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے ruling چاہوں گا کہ آپ اس حوالے سے حکومت، ہماری بلوچستان کی جو حکومت ہے وزیر داخلہ صاحب! اس مسئلہ کو آپ اٹھالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب! دوسری بات میں آپ کی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، آپ نے دیکھا video viral ہوئی ہے مہاجر قومی مومنٹ کے ایک سربراہ آفاق احمد، انہوں نے پشتونوں سے متعلق جو الفاظ اپنی تقریر میں کہے ہیں کہ کوئی بھی مہاجر کسی پٹھان دکاندار یا اسکے ہوٹل میں چائے نہ پیئے۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ MQM کی کیا تاریخ رہی ہے اس فاشست تنظیم کی، 86-1985 میں وہاں جنرل ضیاء کی فوجی امریت میں اس MQM کی بیخ دال ڈالی گئی اور اس فاشست دہشتگرد تنظیم کو پروان چڑھایا گیا۔ 1986ء میں فسادات ہوئے۔ سینکڑوں ہزاروں پشتونوں کو 90 ہزار لوگ مارے گئے ہیں جناب اسپیکر! یہ figure ہیں۔ جس میں زیادہ پشتون وہاں کام کرنے والے کراچی میں، کھربوں روپے کی جائیدادیں جلائی گئیں، ٹرانسپورٹ جلائی گئی، دکانیں جلائی گئیں اس MQM نے، اور آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! کہ اس MQM نے پورے کراچی کو بریغمال بنایا ہے۔ اور تمام ملک کے لوگ اس فاشست تنظیم کے خلاف ہیں اور آج آفاق احمد کہہ رہا ہے حیدرآباد میں انہوں نے تقریر کی ہے جس کی تمام پشتون عوام، یہاں کے بلوچ عوام تمام ملک کے عوام اس کے ان الفاظ کی مذمت کرتے ہیں، جو انہوں نے جلسے میں کہے ہیں۔ یہ ملک ہماری سر زمین پر بنا ہوا ہے پشتونوں کا 1,55,000 square فٹ زمین اس ملک میں نہیں ہے۔ جب ہم اس ملک کے شہری ہیں ہمارے وسائل سے یہ ملک چل رہا ہے آج آپ ان لوگوں کو طعنے دے رہے ہیں ان لوگوں کے خلاف زہر افشانی کر رہے ہیں جو اس ملک کا حصہ ہے، جنہوں نے قربانیاں دی ہیں اس خطے کی آزادی کیلئے اور آج آپ نے وہ الفاظ ادا کئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو میں مہاجر قومی مومنٹ کے جو سربراہ ہیں آفاق احمد میں اسکے الفاظ کی مذمت کرتا ہوں اور اس فلور سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ پر معافی مانگ لیں، تمام پشتون عوام سے معافی مانگ لیں thank you جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ مشیر داخلہ میر ضیاء صاحب یہ جو پنجاب کے students کا واقعہ ہے اس پر آپ اُن سے رابطہ کریں جو بھی ادارے ہیں اس پر سختی سے نوٹس لیں اور اُن کے سیاستدانوں سے بات کریں کہ بلوچستان کے جتنے بھی students ہیں اُن کو تحفظ دیا جائے۔

میر ضیاء اللہ لاگو مشیر (برائے داخلہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! یہ مسئلہ اُس دن بھی اُٹھا تھا لیکن جس طرح میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہمارے students جہاں بھی ہوں اُن کے اس طرح کے مسئلے ہوتے ہیں یا اُن کے مالی مسئلے ہوتے ہیں اُس چیز کے اوپر ہم کوئی compromise نہیں کرتے ہیں کیوں کہ وہ ہمارا مستقبل ہے۔ اُسی رات ہی جب یہاں انہوں نے بھی بات اُٹھائی تھی پھر students نے بھی مجھ سے حال احوال کیا کہ اس سلسلہ میں آپ حکومت پنجاب سے رابطہ کریں، آپ کی بھی رولنگ تھی میری اُن سے contacts بھی ہوئے پھر میرے پاس سارے whatsapp بھی پڑے ہوئے ہیں students کے ساتھ بھی contacts رہے۔ جب وہ بندے نکلے تو پھر students نے ہمارا شکریہ بھی ادا کیا کہ آپ لوگوں کی کوششوں کی وجہ سے students واپس آگئے ہیں۔ میں اس لیے تمام ارکان کو جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ہمیشہ یہ ہم کہتے رہے ہیں کہ جہاں بھی جب بھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہوتا ہے جس میں انسانی جان چلی جاتی ہے ہوتا ہے۔ تو اُس کی ہم ضرور مذمت کریں گے یا اُس کو برا بھلا کہیں گے تو دنیا میں ایک اچھا ہمارا image چلا جائے گا کہ یہ دہشت گردی کے خلاف ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہم ہر چیز کو سیاست کی نظر کرتے ہیں ہم دہشت گردی اور دہشت گردوں کی کھل کر مذمت کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے باہر ہمیں بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ہمارے سیاستدانوں کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور حتیٰ کے ہمارے students کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تو ہمیں اپنی ایک پالیسی بنانی ہوگی، ہمیں حق کو حق کہنا ہوگا، سچ کو سچ کہنا ہوگا۔ اور دہشت گرد کو دہشت گرد کہیں گے تو باہر ہمارے لیے ایسے مسئلے کم ہوں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی مبین خلجی صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک اہم مسئلہ تھا ہمارے خاص طور پر، میں جس time لیکشن جیتا ظاہر ہے MPA تھا اُس کے بعد مجھے QDA کی چیئر مین شپ ملی وہ کوئٹہ کی حد تک تھی۔ اب میں آئی ٹی منسٹر ہوں تو اس میں خاص طور پر ہم نے جو پوسٹیں اور بریفنگ لی گئی۔ تو ہماری جو پوسٹیں ہیں چار سو پانچ سو جو آئی ٹی میں ہیں۔ اُس میں جب نوکریوں پر لوگ بھرتی ہوتے ہیں وہ district wise quota ہوتا ہے پھر division wise ہوتا ہے اور پھر صوبے کا ایک کوٹہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے خاص طور پر

department کے اندر یا مختلف departments کے اندر جو district کی پوسٹوں پر جو بھرتی ہوئے ہیں یا division کی پوسٹوں پر ان کو لاکے کوئٹہ میں پوسٹنگ کرائی گئی ہے جس کی وجہ سے جو ہمارے کوئٹہ کی خاص طور پر پوسٹیں ہیں مختلف departments میں وہ fill کر دی گئی ہیں اور وہاں division اور کوئٹہ ضلع کی جو پوسٹیں ہیں وہ خالی ہو جاتی ہیں یہ دوبارہ announce کرتے ہیں۔ تو وہ ہمارے خاص طور پر جو کوئٹہ کی پوسٹیں ہیں division wise ہوں یا district wise اُس سے ہمارے نوجوانوں کو بہت بڑا نقصان پڑ رہا ہے۔ آپ سے میں request کرتا ہوں کہ ہمارے کوئٹہ کے نوجوان کلاس فور کے ہو یا پندرہ گریڈ تک جو بھی پوسٹیں کوئٹہ کی ہیں اُس کی وجہ سے کم سے کم دس سے پندرہ ہزار پوسٹیں مختلف departments کے اندر fill کی گئی ہیں۔ جو ہمارے بچوں کا حق بنتا ہے ان کو آپ سے میں request کروں گا اسمبلی فلور پر کہ آپ ایک رولنگ دیں۔ تاکہ ہمارے جو جو اپنے districts میں بھرتی ہوئے ہیں وہ اُدھر جائیں جو division میں ہیں وہ division پر جائیں یہ میں list لے کر آیا ہوں میرے department میں کم سے کم 15% سے 20% لوگ باہر districts سے اُدھر آئے ہیں جو صوبے کی پوسٹ ہیں اُس کے اوپر fill کیا گیا ہے۔ میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ آپ مہربانی کریں کہ ہمارے کوئٹہ کے نوجوان ہیں وہ بہت عرصے سے بے روزگار بھی ہیں ان کی پوسٹوں کو کوئٹہ کی پوسٹوں کو سب departments کی میں بات کر رہا ہوں اُسکے لئے رولنگ دی جائے۔ میں آپ سے request کروں لیکن اگر آپ نہیں کرتے ہیں تو مجھے عدالت کا راستہ ڈھونڈنا پڑے گا۔ میں آپ کو بتاؤں کہ کیوں کہ کوئٹہ کے نوجوانوں کے ساتھ بہت پہلے ظلم ہوا ہے اور یہ اُس سے زیادہ ظلم ہو رہا ہے۔ تو یہ میری آپ سے request ہے بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ان کے بعد پھر ملک صاحب! آپ بات کریں۔ جی قادر علی۔

جناب قادر علی نائل: بہت شکر یہ جناب اسپیکر بالکل پچھلے سیشن میں بھی مبین خلجی صاحب نے کوئٹہ کے حوالے سے جو ملازمتیں ہیں۔ یہاں کے بے روزگار نوجوانوں کا جو مقدمہ اٹھایا ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اور آج جو issue انہوں نے raise کیا یقیناً یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے کوئٹہ کے حوالے سے۔ انہوں نے صرف اپنے department کی بات کی ہے اگر ہم سارے departments کو دیکھیں تو اُس میں سے اکثریت جو ہے ان نوجوانوں کی ہے جو کوئٹہ سے باہر ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئٹہ کے بے روزگار نوجوانوں کی یہاں حق تلفی ہو رہی ہے۔ تو میری بھی یہی خواہش ہے آپ سے کہ نہ صرف ان کے department بلکہ جتنے بھی

departments میں جو باہر سے آئے ہوئے ہیں جو ملازمت پر یہاں لگے ہوئے ہیں مختلف departments میں تو ان کو ان کے districts میں بھیجے جائیں اور جو کوئٹہ کے نوجوانوں کا حق ہے وہ حق انہیں دیا جائے ہماری آپ سے رولنگ کی خواہش ہے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ اسپیکر صاحب۔ میں نے پچھلے سیشن میں گزارش کی تھی کہ 5% کوٹہ معذور اور اقلیتوں کا کوٹہ ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیران صاحب galleries! کے لوگوں سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: میں عرض کر رہا تھا sir آپ busy تھے کہ اقلیتوں کا کوٹہ خواتین اور معذوروں کا کوٹہ جتنے بھی department میں پوسٹیں نکلتی ہیں ہمیشہ ان پوسٹوں کو divide کر کے پیش کیا جاتا ہے جس سے اقلیتوں کی خواتین کا اور معذوروں کا کوٹہ نہیں بنتا لہذا میری آپ سے گزارش ہے، دوسری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اخبارات میں جو بھی jobs کے حوالے سے اشتہار آتا ہے جب خاکروب کی job کا اشتہار آتا ہے صرف مسیحی یا اقلیت apply کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کسی بھی job کا کسی بھی محنت کش کا تعلق کسی مذہب سے نہیں ہوتا۔ یہ تو اتر پاکستان کے لیے، بلوچستان کے لیے بدنامی کا باعث بن رہا ہے میرے پاس ایسی کوئی 12 سے 15 کنگ موجود ہیں پورے پاکستان سے۔ تو لہذا آپ سے یہ بہت اہم مسئلہ ہے یہ مذہبی معاملہ ہے کوئی مذہب کا تعلق کسی نوکری کسی شعبے سے نہیں ہوتا۔ مزدوری ہر کوئی انسان کرتا ہے ہر مذہب کے لوگ کرتے ہیں۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ کوئی بھی نوکریوں کا اشتہار ہو اگر وہ خاکروب کا اشتہار ہے تو اس میں specific Christian یا اقلیت کا لفظ استعمال نہ ہو۔ باقی ہر انسان کی اپنی مرضی ہے اگر وہ مجبور ہے تو وہ کرسچن ہو، مسلم ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، کوئی بھی جا کے apply کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں آپ کہنا چاہے ہیں کہ advertisement میں مسیحی یا مطلب کہ یہ mention نہیں کیا جائے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: نہیں ہونا چاہیے۔ یہ میرے پاس proof ہیں اگر کہیں گے تو میں آپ کو session کے بعد دے دوں گا۔ تو آپ کی sir رولنگ آئے اس سے پاکستان کی بدنامی ہو رہی ہے۔ ہم لوگ تو مزدور کش ہیں کوئی اور بھی ہو سکتا ہے لیکن specific ایک مذہب کا نام لینا اس سے استحقاق مجروح ہوتا

ہے۔ سینٹ میں بھی اس پر بات چیت ہوئی ہے وہاں چیئرمین سینٹ نے بھی اس کو روکا ہے آپ بھی اس پر رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: خلیل جارج صاحب! آپ نے تو ایک اچھا point raise کیا۔ آپ اور مبین خلجی صاحب ویسے یہ issue اگر آپ لوگ cabinet میں حل کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں سارے منسٹرز سارے سیکرٹریز بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو آپ تینوں میرے خیال سے آپ بھی cabinet میں ہیں قادر نائل عبدالخالق صاحب اور مبین صاحب بھی cabinet میں ہے۔ یہ کوئٹہ کی پوسٹوں کے حوالے سے جو آپ نے بات کی۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! میں اس پر کچھ بات کرنا چاہوں گا میں cabinet میں نہیں ہوں۔ آپ اگر اجازت دیں میں cabinet میں نہیں ہوں۔ مبین صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے جناب اسپیکر! یہ انتہائی genuine قسم کا issue ہے۔ اس گورنمنٹ کی جو ساڑھے تین سالوں کی آپ کا کردگی دیکھ لیں اور ان کا جو کردار دیکھ لیں اور اس سے پہلے والی government میں specially education department میں اس سے پہلے والی گورنمنٹ میں سینکڑوں کی تعداد میں جو کوئٹہ کی پوسٹیں تھیں۔ پچھلی گورنمنٹ کی میں بات کر رہا ہوں۔ سینکڑوں کی تعداد میں جو پوسٹیں تھیں وہ باہر کے districts سے کوئٹہ میں transfer کے ذریعے وہ کوئٹہ کی تمام پوسٹیں fill کروائیں گئے۔ اور وہاں کی جو پوسٹیں تھیں وہ خالی کر کے جو کوئٹہ کے لوگوں کا حصہ بنتا تھا۔ انہوں نے وہ والی پوسٹیں خالی کر دیاں through transfer ان پوسٹوں پر appointment کروائیں۔ اب جناب والا! وہاں کے لوگ کوئٹہ میں بھی duty کرنے کے لیے نہیں آتے اور وہاں کے district کے جو لوگ ہیں وہ بھی suffer کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ منسٹریجوکیشن صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ذرا اپنے education department میں اس چیز کو دیکھ لیں۔ کہ جو باہر کے لوگ مختلف اضلاع کے خضدار کے قلات کے یا زیارت کے پشین، لورالائی کے لوگ جو یہ کوئٹہ transfer کر کے کوئٹہ کی پوسٹوں کو fill کیا گیا مہربانی کر کے ان کو اپنے districts میں بھیج دیں اور کوئٹہ کی پوسٹیں خالی کر دیں تاکہ یہاں کوئٹہ کے جو پڑھے لکھے نوجوان ہیں وہ لگے اور جناب والا! اس طرح واسا میں تقریباً ایک سو بیس کے قریب لوگ زیارت سے لا کے یہاں بھرتی کئے گئے۔ اس طرح باقی محکموں میں بھی یہ سلسلہ ہے کوئٹہ کے ساتھ یہ زیادتی شروع دن سے ہو رہی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔ جو باہر کے لوگ ہیں ان

کو مہربانی کر کے فی الفور ان کے districts میں بھیجا جائے اور کوئٹہ کے ساتھ جو یہ زیادتی ہے یہ بند کی جائے تاکہ کوئٹہ کے جو بے روزگار لوگ ہیں سب سے بڑی آبادی کوئٹہ کی ہے اب یہاں کے بیروزگار جناب اسپیکر! کہا جائیں یہاں کے جو بے روزگار لوگ ہیں بیرونی کا شکار ہو رہے ہیں crimes کی طرف جارہے ہیں منشیات کے عادی ہوتے جارہے ہیں۔ تو کوئٹہ کے نوجوانوں کے ساتھ کوئٹہ کے جو پڑھے لکھے نوجوان ہیں ان کے ساتھ یہ زیادتی بند کی جائے اور کوئٹہ کی جو پوسٹیں ہیں اُس پر ان لوگوں کو روزگار دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اختر حسین لاگو صاحب دیکھیں رولنگ۔ یہ چیف سیکرٹری کا issue نہیں ہے آپ لوگوں نے cabinet میں جو بلیدی صاحب ہیں بلیدی صاحب! یہ issue جو MPAs نے یہاں raise کیا ہے پوسٹوں کے حوالے سے اس پر cabinet میں اگر آپ لوگ کوئی فیصلہ کر لیں۔ میرے خیال سے وہ زیادہ فائدہ مند رہے گا کوئٹہ کے عوام کے لیے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر! میرا کیس بالکل different ہے سر! اس پر بہت اشتعال انگیزی ہو رہی ہے اس پر یہ different معاملہ ہے وہ different معاملہ ہے۔ اس پر آپ رولنگ دیدیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے جی بلیدی صاحب۔

جناب ظہور احمد بلیدی (وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ): شکریہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ minority والے پر آپ جو بات کر رہے ہیں اس پر تو resolution بھی پاس ہو گئی ہے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: سر! آپ ایک چھوٹی سی رولنگ دیدیں کہ next time میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہم اسی resolution کو follow کرتے ہیں سیکرٹری صاحب اُسی کو چیف سیکرٹری کے پاس بھجوادیں specially یہ جو point ایم پی اے نے raise کیا ہے اس پر آپ ایک letter بھیج دیں۔ نہیں اسی issue سے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی

میر حمل کھمتی: جناب اسپیکر! یہ جو divisional کوٹہ کی بات ہو رہی ہے یہ صرف کوئٹہ کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان ہے۔ ایک تو مختلف یہ جو divisional کوٹہ میں جو پوسٹیں آتی ہیں۔ وہ مختلف districts کی پوسٹیں ہوتی ہیں اُس کا divisional کوٹہ میں لکھا ہوا بھی نہیں ہوتا۔ کہ کس district کی کتنی ہیں یا نہیں ہیں۔ بہت سارے districts ہیں اُن کے کوٹہ پر اب جس طرح کمران ڈویژن کی پوسٹیں آتی ہیں

divisional کوٹہ پر تو اُس میں پیہ ہی نہیں چلتا کہ گوادری کی کتنی پوسٹیں ہیں تربت کی کتنی ہیں منجگور کی کتنی ہیں تو یہ مختلف districts کی پوسٹیں ہوتی ہیں اُن کی vacant پوسٹیں ہوتی ہیں اُن پر appointment ہوتی ہے۔ تو جناب والا! آپ سے گزارش ہے کہ divisional کوٹہ کو ہی ختم کر دیں۔ جن جن districts کی پوسٹیں ہیں اُنہی districts کو ملنی چاہئیں۔ کیونکہ divisional کوٹہ میں مختلف، ابھی تربت کی پوسٹ پر گوادری کا آدمی لگ جاتا ہے تو اس کے لیے duty دینا وہاں problem ہے گوادری کی پوسٹ پر تربت کا لگ جاتا ہے ژوب کی پوسٹوں پر کہیں اور کے لوگ لگ جاتے ہیں۔ جناب والا! میری request ہے کہ divisional کوٹہ کو ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کلمتی صاحب! divisional کوٹہ سے متعلق S&GAD نے اپنی ایک پالیسی بنائی ہوئی ہے۔ جی

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! divisional کوٹہ کی دو حیثیت ہے ایک ہے ضلع کوٹہ ان کی دوسری حیثیت ہے صوبائی head quarter کی۔ اب ظاہر ہے کہ تمام departments کے جتنے بھی directorates ہیں وہ کوٹہ میں ہیں۔ آپ کا سیکرٹریٹ کوٹہ میں ہے آپ کی صوبائی اسمبلی کوٹہ میں ہے تمام projects صوبائی level کے جتنے بھی ہیں اُن کے offices کوٹہ میں ہیں کیا سیکرٹریٹ میں کوٹہ کے سوا کسی اور کا بندہ نہیں لگ سکتا آپ کی صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ میں کوٹہ کے سوا باقی نہیں لگ سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لگ سکتے ہیں، لگ سکتے ہیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: تو اس حوالے سے کہ جو provincial سطح کی پوسٹیں ہیں ان پر تمام صوبے کا حق ہے اور جو صرف اور صرف ضلع کوٹہ کی پوسٹیں ہیں اُن پر پیشک کوٹہ کے بندے لگیں ہمیں اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اُنہوں نے صرف district کوٹہ کی بات کی ہے مین خلیجی صاحب نے اُس پر جو ہے بلیڈی صاحب اگر آپ cabinet میں ہیں۔ جی

وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: جناب اسپیکر صاحب! اس مسئلے کی جانب ہمارے معزز اراکین نے توجہ مبذول کرائی ہے وہ واقعاً ایک genuine مسئلہ ہے۔ میں نے بچھلی اسمبلی میں بھی اپنا موقف دیا تھا۔ یہ صرف ایک محکمے کا یا ایک district کا مسئلہ نہیں ہے شنید میں نے آیا ہے جس طرح مارکیٹ میں لوگ بات کر رہے ہیں۔ کہ

کئی department میں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں یہاں تک کہ لوگ خرید و فروخت کا الزام لگا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے پاس ہزاروں کی تعداد میں vacancies ہیں جن پر لوگ بھرتی ہونے ہیں۔ کچھ پبلک سروس کمیشن سے متعلق ہے اور باقیوں پر departmental بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ اس پر جو کچھ حکومت تھی اُس سے بھی ہم نے گوش گزار کرائیں کہ ہمارے صوبے کے جو پڑھے لکھے نوجوان ہیں۔ جن کے پاس ڈگریاں ہیں اُن کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ ہمارے وہ اسکول ہسپتال اور ادارے جن میں لوگ لگنے ہیں اُن کے بجائے اور districts کے لوگ آکے لگ جاتے ہیں تو اس سے سروس delivery بھی کافی حد تک متاثر ہو رہی ہے۔ تو کچھ حکومت کو بھی ہم نے یہی گزارش کی تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ہم نے یہی گزارش کی ہے کہ جو لوگوں کی بھرتیوں کے حوالے سے ایک ٹھوس اور جامع حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہے تاکہ جو ہمارے پڑھے لکھے نوجوان ہیں جنہوں نے متعلقہ ڈگریاں بھی حاصل کی ہیں۔ لیکن اُن کو لگنے کے بجائے ایسے لوگ لگ جاتے ہیں جو پھر محکموں پر اور اداروں پر liabilities بن جاتے ہیں۔ اور وہ محکمے اور ادارے اُن کی وجہ سے بری طرح suffer کرتے ہیں۔ تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی CM صاحب آئیگی اُن کے ساتھ مل کر ایک جامع حکمت عملی بنائیگی اور انشاء اللہ تعالیٰ جو باتیں ہمارے معزز اراکین نے کیں خاص کر خلیل جارج صاحب نے جو بات کی مبین صاحب نے اور حمل صاحب نے جو بات کی اُن کی بات سو فیصد درست ہے اُس میں لوگوں کے ساتھ انتہائی ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ مل کر ایک جامع اور ایک واضح پالیسی بنائیگی تاکہ حقداروں کو اُن کا حق ملے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ جی ملک نصیر شاہوانی صاحب!

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! موسم سرما شروع ہو چکا ہے ہر سال کی طرح میرے خیال میں اس سال بھی جب یہ موسم شروع ہوتا ہے۔ گیس کا مسئلہ بڑا سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ اور گزشتہ دنوں جو برف باری ہوئی اور اُس کے بعد سردی کی ایک لہر صرف کوئٹہ میں نہیں بلکہ پورے بلوچستان میں آئی۔ اُس کے بعد میرے خیال میں کوئٹہ میں بالکل گیس غائب ہو گئی۔ جناب اسپیکر صاحب اور اب تک تقریباً کوئٹہ کی آدھی آبادی سے زیادہ گیس سے محروم ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! لوگوں نے گیس کے جتنے بھی ہیٹرز اپنے گھروں میں لگائے تھے پہلے زمانہ میں لوگ لکڑیاں جلاتے تھے تو اسی قسم کا بندوبست ہوتا تھا۔ کوئٹہ جلاتے تھے لیکن اب سوائے گیس کے اور کچھ بھی نہیں ہے اور اُس کے متبادل دوسری کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں

GM سے ہمارے گزشتہ دنوں بات ہوئی تو اُن کا بھی یہی کہنا ہے کہ گیس اس سال بہت کم ہے لیکن آنے والے اگلے سال اس میں مزید پچاس پرسنٹ مزید کمی آئے گی۔ تو میرے خیال میں آنے والے سال میں گیس بالکل ہوگی ہی نہیں اگر ہوگی کوئٹہ کے کچھ پوش علاقوں میں جو شہر کے اور باقی گردونواح میں میرے خیال میں گیس۔ گزشتہ سال مستونگ، قلات، زیارت، پشین ان علاقوں کو گیس مل رہی تھی۔ آج اس موسم کے شروع ہوتے ہی جناب اسپیکر صاحب! اُن علاقوں میں بالکل گیس نہیں ہے تو یہ ایک سنگین مسئلہ ہے اور روز بروز شدت اختیار کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں اب یہ بات GM کے بس سے گزر چکا ہے اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ MD جو گیس ہے یہ اسلام آباد یا ایک وقفہ بنائیں اس سلسلے میں کم از کم اس گیس کے مسئلے کو جناب اسپیکر صاحب! اس کو مستقل بنیادوں پر روزانہ یہ مسئلہ ہو جاتا ہے لوگ روڈوں پر نکلتے ہیں۔ آج بھی ہمارے علاقوں میں مختلف علاقوں میں، میں گیا ہوں لیکن تقریباً اب ہمارے علاقوں میں گیس اور اس گیس کے پائپ کو مزید آگے کروڑ روپے خرچ کر کے قلات کی طرف لے جا رہا ہے۔ جب اس کوئٹہ شہر میں گیس نہیں ہے تو پھر اس کو مزید کیوں پھیلا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب، سید عزیز اللہ آغا صاحب بات کرے پھر اُس کے بعد پھر۔
ملک نصیر احمد شاہوانی: رولنگ دے دیں اس مسئلے کا کوئی حل تو نکل جائے اس کے لیے تو کمیٹی بھی بنائی گئی GM بھی آیا لیکن یہ بدتر ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر ملک صاحب! میرے خیال سے رولنگ کئی دفعہ ہم لوگوں نے دی ہے۔ اس پر پھر تفصیل سے بیٹھ کر میرے خیال سے اپوزیشن اور گورنمنٹ اگر کچھ ممبرز اسلام آباد چلے جائیں یہ issue وہاں highlight کر لیں تو میرے خیال سے صوبہ کے مفاد میں زیادہ بہتر رہے گا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: آپ اس کے لئے کچھ بھی کریں آپ کمیٹی بنائیں یا جو کچھ بھی کریں یا کوئی letter لکھ کے یا ذریعہ اعلیٰ کو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لیٹر تو ہم لوگ بلوچستان اسمبلی سے لکھ لیں گے مگر اس کا میرے خیال سے permanent solution یہی ہوگا کہ کوئی ممبرز through گورنمنٹ آف بلوچستان چلے جائیں اپوزیشن بھی اُن کے ساتھ ہو اور یہ مسئلہ اسلام آباد میں highlight کر لیں۔ لیٹر ہم لوگ بھجوادیں گے جی۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بڑی نوازش جناب اسپیکر! بلوچستان میں ایک طرف پسماندگی ہے

بے روزگاری ہے دوسری طرف ہمارے مختلف اداروں سے ملازمین کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں PPHI کے ملازمین سراپا احتجاج ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ 15، 15 اور 20، 20 سال ایک ادارے میں لگا کر اب ہمیں بے دخل کیا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ آپ کے علم میں ہے کہ بلوچستان یہاں نہ کوئی صنعت ہے نہ روزگار کے دوسرے مواقع ہیں زیادہ سے زیادہ لوگ service join کر کے اپنی family کی کفالت کے لیے وہ ایک ترتیب بنا لیتے ہیں۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ PPHI کے ملازمین کو کوئی نوٹس دیے بغیر ان کو اعتماد میں لیے بغیر بے دخل کیا جا رہا ہے انہیں اپنے ادارے سے اپنی ملازمتوں سے نکالا جا رہا ہے اس لیے میں گزارش کروں گا آپ کی good chair کے توسط سے کہ PPHI کے ملازمین کو بجائے اس کے کہ ہم انہیں بے دخل کریں اپنے روزگار سے اپنی job سے بلکہ میں تو یہی کہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سید عزیز اللہ آغا صاحب! آپ کا point ہم نے سن لیا۔

سید عزیز اللہ آغا: آپ House in order کر لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا point ریکارڈ میں آ گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زاہد علی ریکی صاحب! میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں کافی کارروائی رہتی ہے۔

حاجی زاہد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب، سر! منسٹر ایجوکیشن کو بتادیں کہ اس طرح سے بولو کہ متوجہ ہو جائیں یہ کیا House in order؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House نصیب اللہ مری صاحب! chair اس طرف کریں۔

جناب زاہد علی ریکی: نصیب اللہ مری صاحب یہ جو میں اٹھا ہوں point of order پر kindly اس

میں آپ سن لیں جناب اسپیکر صاحب اس گورنمنٹ کو ہم لوگوں نے بہت کوشش کی قربانیاں دیں ان لوگوں کو

لا کر بٹھا دیا کسی کونسلر پی اینڈ ڈی بنا دیا کسی کو کیا منسٹر بنا دیا۔ جناب اسپیکر صاحب! آج دل درد کر رہا تو یہی بتا رہا

ہوں۔ وہ خیالات اس لوگوں کو نہیں آرہے ہم لوگ اکٹھے تھے دس دن اس کمپ میں تھے آپ قربانی دینے کے لیے

بھی تیار تھے سر بھی کٹوانے کے لئے تیار تھے جتنی ہم لوگوں نے قربانیاں دیں اس اپوزیشن نے 23 بندوں نے

آج تک کسی تاریخ میں اس طرح کسی نے نہیں دی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ میں change لانے پر بلوچستان کو

ترقی کی راہ پر لے جانے پر آج بہت افسوس ہوا تین چار بار منسٹر نصیب اللہ مری کے آفس میں گیا میں نے کہا

نصیب اللہ مری صاحب آپ مہربانی کریں خدا را یہ جو بسیمہ کے کالج کی پوسٹ میں نے سنا ہے ڈائریکٹر ریٹائر ہوا ہے وہ ربابہ حمید درانی اس نے پوسٹوں کو دس لاکھ بارہ لاکھ پندرہ لاکھ میں بیچا ہے۔ خدا را ان کو روکیں آپ منسٹر ہیں یہ پوسٹ اس نے بیچ دیئے ہیں۔ یہ پوسٹ اس نے پڑی کی طرح باقاعدہ اس کے گھر میں بندے جا رہے ہیں یہ بسیمہ کے پوسٹ ہیں جس بندے نے زمین دی ہوئی ہے جس علاقے کے بندے اُس کے امیدوار ہیں۔ آج یہ 22 جنوری کو ان پوسٹوں کو دس لاکھ، پندرہ لاکھ، ربابہ حمید درانی نے بیچ کے پیسے اپنی جیب میں ڈالے یہ کہاں کا انصاف ہے منسٹر نصیب اللہ مری صاحب آپ اس کا بتادے دیں یہ کیوں اس طرح ہوا ہم لوگوں نے قربانی اس وجہ سے دی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زابد علی ربکی صاحب، منسٹر ایجوکیشن کو سنتے ہیں۔

جناب زابد علی ربکی: جناب اسپیکر صاحب! صاف بتادیں یہ پوسٹیں کیوں؟ وہ ریٹائرڈ بھی ہوا ہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد اس نے یہ ساری پوسٹوں کو announce کر کے کس حوالے سے کونسے سیکرٹری نے کونسے ڈائریکٹر نے کونسے منسٹر نے signature کر کے ان پوسٹوں کو announce کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ جی میر نصیب اللہ صاحب، اس پر آپ مختصر اپنا جو ہے بیان دیدیں پھر کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر برائے تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب اسپیکر! یہ بالکل اس پر ہم نے انکوائری کی ہے اس میں کافی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ لیکن کیونکہ Honorable Court نے آرڈر دیا ہے ہم مجبور ہیں ہائی کورٹ کے آرڈر کے مطابق ہم نے آرڈر کر دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصر اللہ زریں صاحب آپ اپنا سوال نمبر 366 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ زریں: سوال نمبر 366

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 366 جناب نصر اللہ خان زریں، رکن اسمبلی: 24/ ستمبر 2020 کو نوٹس موصول ہوا

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

وفاقی پی ایس ڈی پی میں شامل اسکیم 100 ڈیز بلوچستان چیک نمبر 4 میں کونسے ڈیز شامل کیے گئے ہیں اور یہ

صوبہ کے کن کن اضلاع میں تعمیر کیے جائیں گے تفصیل دی جائے نیز مالی سال 2020-21ء کے دوران وفاقی حکومت کی جانب سے ان ڈیز کیلئے جاری کردہ رقم کی ڈیم وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: **جواب موصول ہونے کی تاریخ 13 جنوری 2021**

ہاں یہ درست ہے کہ وفاقی پی ایس ڈی پی میں شامل اسکیم 100 ڈیز بلوچستان پیکیج نمبر 4 میں مختلف ڈیز شامل کئے گئے ہیں ان کی تفصیل آخر پر منسلک ہے فی الحال ان ڈیز کے لئے کوئی رقم جاری نہیں کی گئی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہاں یہ درست ہے کہ وفاقی پی ایس ڈی پی میں سو ڈیم بلوچستان پیکیج نمبر 4 میں مختلف ڈیز شامل کیے گئے ہیں ان کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔ فی الحال ان ڈیز کیلئے کوئی رقم جاری نہیں کی گئی ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ تو میرے خیال سے ایک مہینے پہلے ٹینڈر ہو گئے ہونگے۔ سو ڈیز کی بات کر رہے ہیں؟ جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں۔ اس کا مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ ایک جانب میں فاضل منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ 100 ڈیم پیکیج نمبر 4 یہ کہاں ہے؟ اس سے کیا مراد ہے اور پھر آپ فرما رہے ہیں کہ ان ڈیز کیلئے کوئی رقم جاری نہیں کی گئی ہے۔ اس بارے میں وضاحت فرمائیں۔

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: دیکھیں۔ جناب اسپیکر! فیڈرل گورنمنٹ نے کوئی تقریباً پیکیج نمبر 4 ابھی تک announce کئے ہیں جس میں تین execute ہو چکے ہیں۔ اور کافی حد تک progress ہے یہ چوتھا پیکیج ہے اس کے ٹینڈر وغیرہ ہو چکے ہیں ایک مہینہ پہلے اور وہ ابھی process میں ہے۔ اور انشاء اللہ بہت جلد وہ ایوارڈ ہو جائیگا ان کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 370 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: نہیں ہے سوال نہیں ہے سر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ مطمئن ہیں؟

میر زابد علی ریکی: مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر ہے آج آپ مطمئن ہو گئے۔

میر زابد علی ریکی: جب ان پوسٹوں کی یہ حالت ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 370 دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کہتے ہیں سوال کا جواب دیدیں کیا سوال کا جواب دیدیا، اس اسمبلی میں بیٹھنے سے آدمی بیٹھے بھی نہیں، صحیح ہے آدمی پھر نہیں بیٹھے۔ (احتجاجاً جناب میرزا بدلی ریکی صاحب واک آؤٹ کر گئے)

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! جو محرک نے سوال کئے تھے ان کو تفصیلاً جوابات دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں ان کو نمٹا دیا جاتا ہے۔

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: تو ان کو نمٹا دیں۔ لیکن دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! جو دعاً ہی ہمارے دوست دے رہے تھے وہ بھی ہماری حکومت میں ہی شامل ہے۔ وہ ہم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح۔ ان سوالات کو جو ہے disposed of کر دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 635 دریافت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! میرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اکبر مینگل صاحب! آپ اگر زاہد ریکی صاحب کو بلا لیں ہمارے ممبر ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ، سر! میں اپنے سوال کے حوالے سے تھوڑا سا اگر order ہو آپ کے ہاؤس کے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ سوال کر لیں۔ منسٹر صاحب سن رہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ کا ہاؤس in order نہیں ہے۔ ہاؤس cafeteria لگ رہا ہے۔ ہاؤس کا

اپنا ایک decorum ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اپنا سوال نمبر۔ 635

☆ 635 جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی: 16 اگست 2021 کو نوٹس موصول ہوا۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبائی پی ایس ڈی پی کی تشکیل/ مرتب کرنے کے مرحلے میں کون کون سے بنیادی اصول اپنائے جاتے ہیں اور کیا یہ درست ہے کہ پراونشل فنانس کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی جا چکی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کمیٹی کے ذریعے فنڈز کی تقسیم کس فارمولے کے تحت کی جاتی ہے تفصیل دی جائے نیز مالی سال 2021-22 کی

پی ایس ڈی پی میں منظور کردہ ترقیاتی اسکیمات کی ضلعوار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جواب موصول ہونے کی تاریخ 26 جنوری 2022

صوبائی پی ایس ڈی پی کی تشکیل/مرتب کرنے کے مرحلے میں بنیادی اصولوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے تمام محکموں سے سفارشات طلب کیے جاتے ہیں بعد ازاں ان تمام سفارشات کو محکمہ پلاننگ اور ترقیات میں قائم کردہ کانسپٹ کلیئرنس کمیٹی کے سامنے رکھ کر جائزہ لیا جاتا ہے اور حتمی لسٹ کو کابینہ کی منظوری کے بعد صوبائی پی ایس ڈی پی میں شامل کی جاتی ہیں پرنشل فنانس کمیٹی کا پی ایس ڈی پی کے فنڈ سے کوئی تعلق نہیں یہ کمیٹی فنانس کے زیر اثر ہے اور اس سے متعلق جواب فنانس ڈپارٹمنٹ سے لیا جائے نیز مالی سال 2021-22 کی پی ایس ڈی پی میں منظور

کردہ ترقیاتی اسکیمات کی ضلع وار تفصیل آخر پر منسلک ہے

جناب ثناء اللہ بلوچ: میرا سوال 635 تھا بہت ہی اہم سوال ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب بھی PSDP تشکیل پاتی ہے کسی بھی جگہ پر، یعنی وسائل کی تقسیم ہوتی ہے اور یہ وسائل جو عوام کے ٹیکسوں سے عوام کے پیسے سے، یہ وسائل تقسیم ہوتے ہیں تو ان کا کیا فارمولہ ہے۔ اور پھر میں نے سال 2021-22 کے حوالے سے سوال کیا تھا کہ جو PSDP میں اسکیمات کی منظوری ہوئی ہے ضلع وار مجھے تفصیلات دیدیں۔ تو وہ ضلع وار تفصیلات تو آخر میں انہوں نے لگا دی ہیں۔ لیکن میرے دوست موصوف نے جواب دیا ہے کہ تمام محکموں سے سفارشات طلب کیے جاتے ہیں بعد ازاں ان تمام سفارشات کو محکمہ پلاننگ و ترقیات میں قائم کردہ Concept clearance committee کے سامنے رکھ کر جائزہ لیا جاتا ہے۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ میرا یہ طریقہ کمیٹی کے ذریعے فنڈز کی تقسیم کس فارمولہ؟ ایک ہوتا ہے طریقہ کار، ایک ہوتا ہے فارمولہ، اور فارمولے سے میرا مراد اپنے بھائی سے دوست سے مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں ظہور صاحب، وہ یہ تھا کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد Provincial Finance National Finance Commission کیساتھ ساتھ ایک Provincial Finance Commission بھی بنا تھا۔ جس کو صوبائی محاصل کی تقسیم کا فارمولہ کہا جاتا ہے۔ یہ میرے پاس گورنمنٹ آف سندھ کا محاصل کا طریقہ کار، وہ تو اس سے پہلے بھی کرتے تھے اور وہ اپنی allocation جو ڈسٹرکٹ کو کرتے ہیں۔ اس میں انہوں نے criteria رکھا ہوا ہے کہ آبادی کو چالیس فیصد، service infrastructure کو 35% development needs کو 10%، ظہور صاحب ذرا سن لیں۔ اور پانچ فیصد انہوں نے area کیلئے رکھا تھا۔ کیونکہ وہاں area اتنا بڑا issue نہیں ہے۔

کو 10%۔ تو 100 فیصد وسائل کی تقسیم اگر ہوتی ہے جو Provincial PSDP ہے چاہے وہ ایک سو ارب کا ہو، دو سو ارب کا ہو، اس کیلئے انہوں نے ایک طریقہ کار فارمولہ اس کو کہتے ہیں ایک فارمولہ بنایا تھا۔ تو میں نے یہ اپنے دوست سے پوچھا ہے تو انہوں نے لگتا یہ ہے کہ بلوچستان میں اضلاع کے مابین وسائل کی تقسیم کا کوئی فارمولہ نہیں ہے یہاں جس کی لائی اُس کی بھینس والا فارمولہ ہے۔ اور اس کی سیدھی سادھی مثال انہوں نے مجھے ادھر دے بھی دی ہے کہ لاٹھی اس کی بھینس یہ صفحہ نمبر آخر پر، کوئی خدا ترسی ہوتی ہے۔

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر صاحب! پہلے جواب سن لیں اگر مطمئن نہیں ہوئے پھر جو ہے آپ تقریر کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اگر کوئی سپلیمنٹری ہے تو بیشک پوچھ لیں۔ بس سپلیمنٹری۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: تو اس میں جو تفصیل ہے سوال نمبر۔

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: دیکھئے پہلے جواب سن لیں بعد میں۔ میں نے اسمبلی فلور پر تو کچھ نہیں کہا ہے نا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا question table ہو گیا ہے نا؟

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: پہلے جواب سن لیں بعد میں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: چلو آپ جواب دیدیں پھر میں سوال کروں گا۔

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! پہلے تو ہمارے معزز دوست بھی ہے۔ انہوں نے جو

سوال کیا ہے دیکھیں جو Provincial Public Sector Development Program ہے

اس کے بنانے کا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ جس میں Planning Commission کے Manuals اور

اور صوبائی اسمبلی نے Public Finance Management Act منظور کیا ہے۔ جس کے تحت پہلے تو

یہ ہوتا تھا کہ جو بھی اسکیم ڈیپارٹمنٹ یا کہیں اور آگے پیچھے آجاتی تھی تو وہ Provincial PSDP کا حصہ بن

جاتی تھی۔ لیکن Public Finance Management Act کے بعد اور پلاننگ کمیشن

کے manual کے مطابق اور اس کے ساتھ عدالتوں کی مختلف judgements بھی ہیں اور PSDP کے

حوالے سے ہمارے دوست عدالت بھی گئے ہیں۔ اور انہوں نے بھی اس پر تفصیلاً کچھ Orders بھی پاس کئے

ہیں اور judgement بھی دی ہے۔ ان کے مطابق وہ اسکیمات جو ڈیپارٹمنٹ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ

ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیتی ہے اُس کی باقاعدہ concept paper بنتا ہے اور اس کی منظوری ہو جاتی ہے۔ بغیر منظوری کے وہ اس کا حصہ نہیں بن سکتا۔ جہاں تک انہوں نے پبلک پرائونٹس فنانس کمیشن کی بات کی، تو کچھلی گورنمنٹ میں باقاعدہ یہ notify ہوا تھا تو اُس حوالے سے ہمارا Local Government Act جو بننے جا رہا ہے اس کے مطابق اس کو insure کیا گیا ہے کہ جو لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے جتنے بھی فنڈز کی ترسیل ہوگی distribution ہوگی مختلف اضلاع میں تو اسی کے مطابق کی جائیگی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! اہم نقطہ اس لئے ہیں کہ اس کا براہ راست تعلق بلوچستان میں جتنی بھی ناہموار ترقی ہے جس کو عدم مساوات کہتے ہیں جو discriminatory Sir -discriminatory سُنیں تھوڑا سا۔
 جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ supplementary سوال کر لیں کارروائی کافی زیادہ رہ رہی ہے۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: Supplementary Question میں کچھ چیزوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اس صوبے میں کسی چیز کو سمجھنے کو۔۔۔۔

وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر! اگر supplementary سوال ہے اگر میرے جواب سے مطمئن نہیں ہوئے تو وہ سوال کر سکتے ہیں، تو جو میری دانست میں بات ہوگی میں اُنکو بتا دوں گا۔
 otherwise ہم ایک ہی ہیں حکومت میں اس میں سوال و جواب کی کیا ضرورت رہ گئی ہے؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: اسی لئے تو آپ کو کہہ رہے ہیں کہ کچھلی حکومت میں تھے آپ لوگ سنتے نہیں تھے۔ اس حکومت میں اگر آپ سنتے ہیں تو تھوڑا سا انصاف کے کچھ تقاضے ہیں۔ اگر کچھلی حکومت میں انصاف کے اُن تقاضوں کو مد نظر نہیں رکھا گیا ہے باقی صوبے اب respect کرتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آخری لسٹ دیکھ لیں۔ میں کس ضلع کا نام لکھوں۔ ایک ضلع 9 ارب روپے لے جاتا ہے، دوسرا ضلع 35 ارب روپے لے جاتا ہے۔ ایک ضلع 6 ارب روپے لے جاتا ہے۔ اتنی آبادی لیکن رقبہ اُس سے کم ہے۔ خاران ہے، واشک ہے۔ 50 ہزار سکوائر کلومیٹر پر مشتمل ہے لیکن اُن کے فنڈز جو ہیں 50 کروڑ روپے سے بھی آگے نہیں بڑھتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! آپ کم از کم ایک رولنگ دے دیں۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں ظہور جان سے کہ آپ نوجوان ہیں، تعلیم یافتہ ہیں، کیا آپ اس صوبے کی ڈیپلمنٹ کے جو کلچر ہیں اس میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور تبدیلی فارمولے سے آئیگی۔ کہ آپ یہ تسلیم کریں کہ ہم ضلع کو آبادی، غربت، رقبہ، اور اُس کی ضروریات کے مطابق وسائل کی تقسیم کریں گے۔ لوگ گورنمنٹ میں آپ اس کو کیسے ensure کریں گے جب آپ صوبائی سطح پر

ڈو پلپمنٹ کی جو distribution ہے اُس میں یہ فارمولا نہیں ہے اُس میں یہ فارمولا نہیں اپناتے۔ اور آپ لوکل گورنمنٹ میں کیسے اپنائیں گے۔ ہم ساری زندگی اسلام آباد کے ساتھ یہی لڑتے رہے کہ بلوچستان کو آبادی کی بنیاد پر، رقبہ کی بنیاد پر، پسماندگی کی بنیاد پر فنڈ دیں۔ بلوچستان میں جب پیسے آجاتے ہیں ادھر سیکرٹریٹ میں جو ہے جس کی لاٹھی اُسکی بھینس جو 35 ارب لے گیا۔ تو جناب والا! آپ کے ضلع کو بھی اس کا فائدہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! میرے خیال سے بجٹ سے متعلق کافی بحث و مباحثہ ہو گیا ہے تو۔۔۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: ظہور صاحب اس پر کیا آپ آنے والی PSDP میں یہ چلو ہو گیا جو پہلے گناہ کیا اس کو چھوڑ دیں آنے والی PSDP میں کوئی تھوڑا سا culture , development کا اور انصاف کا لائینگے نہیں لائینگے یہ بتائیں؟

وزیر برائے محکمہ پی اینڈ ڈی: جناب اسپیکر! ہمارے معزز دوست کافی پڑھے لکھے ہیں ان کو ڈو پلپمنٹ پر جو ہے کافی دسترس حاصل ہے ان کو تفصیلاً میں نے بتایا کہ PSDP کس طرح بنتی ہے ایک ایکٹ منظور ہوا ہے Planning Commission کے manuals ہیں وہ need base پر بنتا ہے جہاں کوئی اسکول کی ضرورت ہے تو وہاں ہر ڈسٹرکٹ میں اسکول نہیں بنایا جاتا ہے۔ جہاں ڈیم کے لئے کوئی feasibility ہے تو وہاں ڈیم بنایا جاتا ہے جہاں پر کوئی اور اسکیم کی ضرورت ہے چھوٹے یا بڑے اسی طرح اس کو اسکیم دی جاتی ہے۔ اس دفعہ ہم نے یہ کہا ہے کہ چونکہ Planning and Development Department میں reforms کی بڑی سخت ضرورت ہے ہمارا bureau of Statistics وہ بالکل dormants ہو چکا ہے اس میں ہمیں experts کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہمارا foreign aid اس میں بھی ہمیں ایکسپٹ کی ضرورت ہے تو اس کو reform کر رہے ہیں۔ اس پر ہمارے دو تین components ہیں ایک تو جو provisional PSDP ہے دوسری federal PSDP ہے جس میں گورنمنٹ جو مختلف اسکیم کی viability دیکھ کر یا feasibility دیکھ کر بھیج دیتی ہے۔ تیسرا foreign aid ہے تو یہ ان تینوں میں ہم کوشش کر رہے ہیں اور ہم نے جو ہے کہہ دیا ہے اپنے محکمے کو کہ جو ہماری federal PSDP ہے اس میں تو ہم نے علاقے دیکھے نہ اپوزیشن دیکھی نہ حکومت دیکھی اُس میں ہم اسکیمات کی viability اور ان کی feasibility دیکھی اور ان کو بھیجیں تاکہ فیڈرل سے اپنا ایک بہتر chunk لاسکیں۔ جہاں تک provisional PSDP کی بات ہے تو اس میں جو ہے ہم بہت جلد جو ہے departments کو لیٹر لکھیں گے کہ وہ اپنی تجاویز

پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس جمع کریں اور انشاہ اللہ و تعالیٰ جو بھی پی ایس ڈی پی بنے گی تو وہ عوامی ضروریات کو دیکھتے ہوئے بنی گی۔ کسی ممبر کی خواہش پر یا کسی جو ہے اور کی خواہش پے جو ہے نہیں بنے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب! اس میں ایک بات میں add کرتا چلوں یہ فیڈرل PSDP کی ابھی تک جو ہے feasibility کے لئے جو آپ لوگوں کا کہا ہے province نے ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں کیا۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بھی میری بات ہوئی ہے تو انکو kindly آپ تھوڑا جو ہے speedy کرادیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اس پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس میں میرے خیال سے محرک ہی وہ کر سکتا ہے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: وہ ٹھیک ہے ہمارے دوست ہیں جو وہاں بیٹھے ہیں جو حال ہی میں میرے خیال میں بے روزگار ہوئے ہیں ہمیں طعنے دے رہے ہیں کہ آپ لوگ گورنمنٹ میں ہیں اپوزیشن میں نہیں ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہم اس موجودہ حکومت کے دوست بھی ہیں اور ان کے ساتھ تعاون بھی کر رہے ہیں ہم نے جو قدم بے انصافی کے خلاف اٹھایا تھا ان اضلاع میں جو تقسیم اس بجٹ میں ہوئی ہے کہ جن اضلاع کی آبادی 9 لاکھ ہے ان کو 35 کروڑ روپے مل رہے ہیں جس ضلع کی آبادی 4 لاکھ ہے ان کو بھی پچاس کروڑ روپے مل رہے ہیں اسی حوالے سے پشین کی تحفظات اسی بجٹ میں ہم نے محسوس کر رکھے تھے آپ کے سامنے رکھ دیئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر صدیقی صاحب! پھر بحث و مباحثہ جو ہے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ہم اس کے اس بے انصافی کے خلاف تھے اور رہیں گے اور اس نئی حکومت سے ہم یہ توقع رکھ رہے ہیں کہ جو تحفظات اپوزیشن کے تھے اس کو سن کے ان پر عمل کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب جی زابد علی ریکی صاحب تو چلے گئے میرے خیال سے ان کا سوال ایکسٹریز اینڈ ٹیکسیشن کا تھا تو disposed of کیا جاتا ہے۔ سید عزیز اللہ آغا صاحب ان کو بھی جو disposed of کر دیا جاتا ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصر اللہ زریں صاحب آپ اپنا سوال نمبر 664 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زریں: thank you, Mr, speaker- question no 664

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایکسٹریز اینڈ ٹیکسیشن۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ محکمہ کس کے پاس ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: میڈم لیلی ترین صاحبہ آپ بھول گئی تھیں ایکسائز۔

محترمہ لیلی ترین (پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 664 جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی: 17 اگست 2021 کو نوٹس موصول ہوا

کیا وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 2021-22 کے بجٹ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کیلئے 16 تا 18 کل کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں

ان کے نام اور تعداد کی اسامی وار تفصیل دی جائے نیز محکمہ مذکور اور بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں پہلے سے خالی

پڑی ہوئی اسامیوں کے نام، گریڈ اور تعداد کی اسامی وار تفصیل بھی دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جواب موصول ہونے کی تاریخ 25 اکتوبر

2021

مالی سال 2021-22 کے بجٹ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بلوچستان کیلئے گریڈ 16 تا 18 کی تخلیق شدہ

اسامیوں کی تفصیل مع نام، گریڈ اور تعداد کی تفصیل نیچے دی گئی ہے۔ نیز بلوچستان پبلک سروس کمیشن اور محکمہ ہذا

میں خالی پڑی ہوئی اسامیوں کی تفصیل ذیل ہے:

بذریعہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن

نمبر شمار	نام اسامی و گریڈ	تعداد
1	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر بی پی ایس۔ 17	04
2	اسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر بی پی ایس۔ 16	35
3	اسٹنٹ بی پی ایس۔ 16	23

بذریعہ ڈیپارٹمنٹل سلیکشن کمیٹی

نمبر شمار	نام اسامی و گریڈ	تعداد
1	اسٹینوگرافر بی پی ایس۔ 14	07
2	اسٹنٹ کمپیوٹر آپریٹر بی پی ایس۔ 12	13
3	جونیر کلرک بی پی ایس۔ 11	30

101	کانٹیبیل بی بی ایس۔05	4
<p>جناب نصر اللہ خان زیرے: میں نے جناب اسپیکر question کیا تھا ایکسائز سے متعلق کہ کتنی اسامیاں 16 سے 18 گریڈ کی تخلیق شدہ ہیں محترمہ نے جواب دیا ہے کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ایفیسر basic pay scale 17 چار ہیں۔ اسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز basic pay scale 16، 35 ہیں اور اسٹنٹ کی 16 جو basic pay scale ہے 16 ہے وہ 23 ہے۔ اور اس کے علاوہ جو departmental selection committee کے ذریعے انہوں نے پُر کرنے ہیں اسٹینوگرافر ہے اسٹنٹ کمپیوٹر اپریٹر ہے جو نیئر کلرک ہے کانٹیبیل ہے، میرا محترمہ سے یہ سوال ہوگا supplementary سوال ہے کہ ایک تو یہاں پر اگر آپ کو معلومات ہیں کس بنیاد پر یہ ڈسٹرکٹ ہے division wise یا open میرٹ پر آپ یہ کر رہے ہیں؟</p> <p>جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ Chair کو مدعو کریں زیرے صاحب direct question۔</p> <p>جناب نصر اللہ خان زیرے: جی جناب اسپیکر۔</p> <p>جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم لیلیٰ ترین صاحبہ۔</p> <p>پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: زیرے صاحب، جناب اسپیکر صاحب میں ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ کے پھر اس کو next اجلاس میں جواب دیدوگی۔</p> <p>جناب نصر اللہ خان زیرے: ٹھیک ہے thank you ok</p> <p>جناب ڈپٹی اسپیکر: منگھی شام لعل نہیں ہے تو disposed of کر دیا جاتا ہے۔</p> <p>جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات سے پہلے وہ زاہد ریکی صاحب نے جو ہے میڈم ربابہ کا نام لیا تو وہ میڈم ربابہ دُرانی تھی ہماری جو ممبر آف پروانشل اسمبلی ہے میڈم ربابہ آپ کا نام نہیں لیا تو تھوڑی confusion تھی اس میں۔</p> <p>جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔</p> <p>جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔</p> <p>جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر میں توجہ دلاؤ نوٹس پڑھ لوں میرے خیال میں وزیر صاحب یہاں تشریف رکھتے تھے ابھی شاید اگر ان کو بلا لیں، یہیں پر ضیاء جان بیٹھے ہیں۔ میں پڑھ لوں اس کو نہیں؟</p>		

توجہ دلاؤ نوٹس۔ وزیر برائے محکمہ داخلہ وہ قبائلی امور کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائیں گے کہ بلوچستان کی سرحدی تجارت پر قدغن بالخصوص تیل و اشیاء خوردنوش پر پابندیوں کے باعث علاقے کے عوام میں شدید بے چینی مایوسی اور محرومی پائی جاتی ہے۔ مزید برآں ٹوکن سسٹم کے نفاذ اور چند علاقوں کے عوام پر پابندی علاقے میں شدید کشیدگی کا بن رہا ہے۔ حکومت نے سرحد پر رہ رہا نشی عوام پر مکمل سہولیات کی فراہمی کی بابت اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے۔ شکر یہ۔

میر ضیاء اللہ لاگو (مشیر برائے محکمہ داخلہ): جناب اسپیکر! جو توجہ دلاؤ نوٹس معزز رکن لائے ہیں اس سلسلے میں جو بے گزشتہ دو تین دن میں ایک میٹنگ بھی ہوئی جس میں جو ہے سارے اختیارات سول ایڈمنسٹریشن کو دیدیئے گئے ہیں۔ FC سے لیکر اور اس سلسلے میں جو ہے ضلعی سطح پر اضلاع کی coordination کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئی ہیں۔ district wise سب کی تفصیل دی ہوئی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب اسپیکر سراسر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کو جو پر provincial administration ہے ان کے حوالے کر دیا گیا ہے اس میں جو میں نے ایک بات کی تھی کہ چند علاقوں اور اضلاع کے عوام پر پابندی خاران اور واشک پہلے ایک ضلع ہوا کرتے تھے 2003ء کے بعد جب اس کی تقسیم ہوئی خاران ابھی ایک سینٹرل ڈسٹرکٹ ہے اس کے borders سرحدات کے ساتھ نہیں لگتے۔ لیکن پورے بلوچستان میں قلات، مستونگ، خضدار، خاران بالخصوص یا چاغی کے عوام کے بھی کچھ علاقے ان لوگوں پر کچھ علاقوں کے عوام پر پابندی ہے جب وہ سرحدی علاقوں میں جاتے ہیں تو ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کی گاڑیوں کو اجازت نہیں ہے لہذا آپ کا تعلق سرحدی اضلاع سے نہیں ہے۔ میں اس بات میں یہ غیر منصفانہ فیصلہ ہے کیونکہ لوگوں کا روزگار بلوچستان یہ سارے ہم سرحدی علاقے ایک قسم کے کہلاتے ہیں تو میں جناب اپنے چھوٹے بھائی ضیاء صاحب سے یہ request کرونگا کہ آپ بالخصوص آج ہی order جاری کروائیں کہ اگر خاران سے بھی واشک سے یا چاغی سے کہیں سے بھی کوئی دس گاڑیاں بیس گاڑیاں سو دو سو گاڑیاں جاتی ہیں تو ان کو بھی اسی طریقے سے جس طرح آج سے کوئی چھ مہینے ایک سال پہلے قدغن نہیں تھی یہ قدغن اب بھی نہیں ہونی چاہیے۔ خاران کی گاڑیوں کو ہر صورت میں خاران بھی ایک غریب علاقہ ہے روزگار کے وسائل نہیں ہیں لہذا ہمارے خاران کی گاڑیوں کو بھی جو بھی سرحد چاہے واشک کا سرحد ہے چنگور کے سرحدات ہیں یا وہ تربت کے سرحد سے جا کے اپنے لئے روزگار کرتے ہیں تو ان کو اجازت دینی چاہیے یہ تقسیم اور تفریق نہیں ہونی

چاہیے۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اس پر صرف محرک ہی بات کر سکتا ہے توجہ دلاؤ نوٹس پے جی میرضیاء صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر چمن کے durand line پر جو صورتحال ہے وہاں پر بیس پچیس ہزار لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں وہاں پر تجارتی کاروبار ہوتا تھا durand line پر وہ بند ہو چکا ہے اس پر اگر آپ کچھ بولیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب اس پر میرے خیال سے قراردادیں بھی آئی ہیں یہ بحث و مباحثہ آپ توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق جواب دیدیں پھر کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

مشیر برائے محکمہ داخلہ: یہ جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ سارے بلوچستان کے لوگوں کے روزگار کا مسئلہ ہے اور ہمارے ہزاروں لوگ اس پیشے سے روزگار ان کا واسطہ ہے۔ تو یہ قدم پورے بلوچستان کے لئے لوگوں کے لئے اٹھایا گیا تھا تاکہ جو لوگوں کا روزگار ان سے واسطہ ہے ان سب کو فائدہ مل سکے تو اس سلسلے میں کچھ لوگ کچھ علاقوں کے جو MPAs ہیں cabinet کے ممبرز ہیں cabinet میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اسی ٹائم ہی وہ کیا تھا کہ اس طرح کا کوئی وہ تفریق نہ ہو۔ تو ابھی وزیر اعلیٰ صاحب بھی باہر ہیں وہ آجائینگے اس سلسلے میں ہم پورے بلوچستان بلا تفریق اس میں جو ہے کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں کیا جائیگا سب کو برابر کاروبار کا موقع مل جائیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ میرضیاء لائو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میریونس عزیز زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز کاکڑ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کی

درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لال صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: غیر سرکاری قراردادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب ثناء بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 133 پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! قرارداد نمبر 133

ہر گاہ کہ صوبہ بلوچستان کی گیس، معدنیات، سونا اور تانبا کے استحصال میں لوٹ، کھسوٹ کے بعد وفاق اور دیگر اداروں کی سرپرستی میں بلوچستان کی سمندری، حیاتیات اور نباتات، Marine life & Biology اور معدوم ہونے والی مچھلیوں کی نسل کشی ٹرالر مافیا کے ذریعہ کئی عشروں سے جاری ہے۔ جس کے باعث سارے بلوچستان کے باسی بھوک، افلاس اور غربت کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے غیر قانونی جال کے استعمال اور ٹرانگ کے خلاف سخت کارروائی کریں اور اس بابت باقاعدہ قانون سازی کرنے کے ساتھ ساتھ بحر بلوچ اور ساحل بلوچستان پر ماہی گیروں، وساحل کے تحفظ کے لیے مقامی افراد کی تربیت یافتہ ساحلی تحفظ فورس (Coastal Protection force) کے قیام کو بھی یقینی بنایا جائے شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ قرارداد نمبر 133 پیش ہوئی۔ محرک admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر تھوڑا سا order کروادیں House میں۔ پھر میرے خیال میں آپ کا۔ پتہ نہیں

آپ کی صدارت میں House میں order کم ہوتا ہے۔ تھوڑی سی گپ شپ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ اہم

موضوعات ہیں بلوچستان کے۔ سردار صاحب تھوڑا سا order اگر آپ دو گے۔ کیونکہ یہ بہت اہم issue ہیں جس میں بلوچستان میں کافی عرصے سے میرے خیال میں گزشتہ 20 سال سے بلوچستان میں روزگار کے ویسے بھی ذرائع بہت محدود ہو کر رہ گئے ہیں ہمارے پاس ایک تو یہ سرحدات تھیں۔ جس سے لوگ تیل کا کاروبار تھوڑا بہت کرتے ہیں اشیاء خوردنوش اپنے لیے لاتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ کراچی سے حب سے لے کر لسبیلہ اضلاع بلخصوص ضلع گوادر یہ دو اضلاع کے جو ہیں۔ جو ہزاروں سالوں سے آباد باشندوں کا گزر بسر جو ہے وہ ماہی گیری پر ہے۔ یہ جناب والا! آج تک ہم نے ان کو کوئی روزگار نہیں دی۔ کوئی 10-15 سال ہوئے ہیں ایک چھوٹی سی کوشل ہائی وے بن گئی ہے۔ ابھی تک مکران یہ پورا ساحل بلوچستان، بشمول لسبیلہ اور یہ آپ کا جو ہے نیشنل گرڈ سے ابھی تک connect ہیں لسبیلہ کو KEC کی چھوٹی موٹی بجلی مل جاتی ہے جو 4 سے 6 گھنٹے ہیں۔ مکران اور ساحل پر تو ایک بھی بجلی وہاں پر میسر نہیں تھی ہم نے کبھی یہاں صنعت کاری نہیں کی۔ ہم نے کبھی زراعت کو فروغ نہیں دیا ہم نے یہاں پر ڈیم نہیں بنائے جو اللہ تعالیٰ نے ساحل کے باشندوں کے لیے مچھلیاں وہاں پر بیش بہا مچھلیاں تھیں۔ آج ہماری غلط پالیسیوں کے باعث۔ آج ہماری غلط حکمت عملی کے باعث جو بھی مچھلی کی نسل کشی ہوئی ہے تاریخ میں دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوئی ہے یہ genocide and marine life کا اور بلخصوص یہ genocide صرف ہم سمندر تک محدود ہوتے تو اپنی بات۔ لیکن جب آپ سمندر کے اندر سے مچھلیاں غیر قانونی طور پر شکار کرتے ہیں جب وہاں ان کی نسل گشی ہوتی ہے ان کے انڈے اور بچے بھی جو ہیں یہ غیر قانونی جال کے ذریعے نکال لیتے ہیں تو جناب والا! وہ سمندر خالی ہو جاتا ہے اور ایسا خالی سمندر ہماری قوموں کے لیے ہمارے environment کے لیے ہمارے ماحولیات کے لیے ہماری زندگی کے لیے خطرے کا باعث بنے گا یہ خالی پانی بعد میں جناب والا! یہ اپنا انتقام لے گا آج بلوچستان میں marine life & Biology کو protect کرنے کے لیے کوئی ایک assessment نہیں ہوئی ایک اچھی سے study نہیں ہوئی ایک professional level organization نہیں بنا fisheries department سے 20 سال سے لوگ گلہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ یہاں پر fisheries department کی سرپرستی میں۔ مجھے تو حیرت اس بات پر ہے ہماری national security کے جو ادارے ہیں۔ حب سے لے کر آپ کے جیونی تک۔ جناب والا یہاں پر تقریباً کوئی 70 سے 75 ہزار national security کی جو ہیں forces deployed ہیں نیوی کی صورت میں کوسٹ گارڈ کی

صورت میں فرنٹیئر کور کی صورت میں maritime security Agency میں پاکستان آرمی کی صورت میں۔ اس کے باوجود بھی پاکستان میں ہمارے اس ماحولیات کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا ہم نے گزشتہ تقریباً 3-4 سال سے اس پر مسلسل بات کی۔ عوام وہاں پر جو لوگ احتجاج پر نکل آئیں۔ لوگوں نے اب یہ کہا ہے کہ اگر حکومت ہماری marine Biology کو ہمارے جو ماہی گیری کو۔ ہمارے اس شعبے کو تحفظ نہیں دیتی ٹرالر مافیا کے خلاف ہم بندوق اٹھا کر باہر نکلیں گے۔ تو اُس دن سے ڈریں جناب والا! جب پہاڑوں پر جانے کی بجائے لوگ اب سمندروں میں بھی ہتھیاراٹھا کر چلے جائیں۔ آج ماہی گیروں کی زندگی کو تحفظ دینے کے لیے یہ ہماری ذمہ داری تھی کہ ہم اسمبلی کا فوری اجلاس طلب کرتے۔ اور اس پر قانون سازی کرتے۔ میں آج وہ ایکٹ لایا ہوں جس ایکٹ میں جناب والا پانچ ہزار اور 10 ہزار روپے جرمانے کی بات کی گئی تھی۔ آپ کے خیال میں 10 ہزار روپے کی جرمانے پر یہ لاکھوں، اربوں اور کروڑوں کا جو کاروبار ہیں غیر قانونی۔ لوگ اس کو چھوڑیں گے یہ جو فشریز کا ایکٹ ہے آپ کا۔ اس میں جناب والا! میں نے ترمیم بھی propose کیا ہے جو میں جمع کروں گا۔ آج کے اس قرارداد کے توسط سے۔ حمل کلمتی صاحب بھی آئیں گے اس پر بات کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو۔ کہتے ہیں food security دنیا میں سب سے بڑا موضوع بحث ہیں اور بلخصوص COVID کے بعد کورونا کے جو تو میں اپنی food security اور بلوچستان کی food security جس سے تقریباً 20 سے 25 لاکھ لوگوں کی زندگی اور اُن کا خوراک سے وابستہ ہیں وہ ماہی ہیں۔ اُن کا روزگار وابستہ ہے۔ اُن کی تعلیم وابستہ ہے۔ اُن کی ادویات اُن کی بجلی وابستہ ہے۔ اُن کی پانی ماہی گیری سے وابستہ ہے۔ اگر وہ مچھلیاں نہیں پکڑ سکیں جناب والا! وہ پینے کا پانی نہیں خرید سکتے پی سکتے۔ وہ اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے نہیں بھیج سکتے۔ وہ اپنی بوڑھوں کو بیماروں کو۔ کہ اُن کے لیے دوائی نہیں خرید سکتے۔ آپ ماہی گیروں کی حالت دیکھیں۔ بلوچستان کے سب سے لاغر بدن سب سے تکلیف دہ لوگ جو ہیں۔ وہ لسبیلہ سے لے کر چیونٹی تک کے ماہی گیر ہیں آپ اُن کی آنکھوں میں جا کر دیکھیں ہزاروں سوال ہم سے اٹھاتے ہیں۔ 175 ارب روپے کی ہم PSDP بناتے ہیں 3 سال میں فائبر بورڈ کا وعدہ کیا گیا فائبر بورڈ جالی کمپنیوں کو دی گئی۔ پچھلے دو سال میں نیب میں کیس چل رہا ہے 2 ارب روپے کا پچھلے دو تیس سالوں کا حساب نکالیں۔ فائبر بورڈ کے نام پر اُن کے ساتھ چوری اور ڈکیتی ہوئی جال کے نام پر چوری اور ڈکیتی ہوتی ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اُن کو دو طریقے سے تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم سخت قانون سازی کریں۔ دوسری یہ ہے کہ

ہم وہاں پر ایک جو indigenous fisheries protection force لوگوں کو ان کو ہی وہاں پر بھرتی کریں۔ کوئی 5 ہزار کے قریب 4 ہزار کے قریب ایک نیا force وہاں پر کھڑے کریں۔ کیونکہ اس کا براہ راست تعلق آپ کی food security ہے یہ اپنی تنخواہیں خود یہی سے نکال لیں گے۔ اگر آپ اپنی بھائی گیری کی سران کو تحفظ کا کام کریں۔ تو جناب والا! اس قرارداد کے توسط سے میں سب ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ کو مکران سے محبت ہے، اگر آپ کو بلوچستان سے محبت ہے، اگر آپ کو لسبیلہ کے غریب ماہی گیروں سے محبت ہے، اگر آپ کو مکران کے گوادر کے جیونی کے اور ماڑہ کے پسینی کے غریب ماہی گیروں سے محبت ہے جنہوں نے بلوچستان کے ساحل کو پرتگالیوں سے بچایا انگریزوں سے بچایا جس ساحل کی وجہ سے آپ کے بلوچستان کا نام روشن ہے اگر ان سے محبت ہے۔ تو جناب والا اس قرارداد کو منفقہ طور پر منظور بھی کریں اور اس میں جو ساحلی protection force کی گئی ہے۔ اس کی بھی اجازت دیدیں تاکہ مکران کے بیروزگار نو جوان لسبیلہ کے بیروزگار نو جوانوں کو بھی اس سے روزگار مل سکے۔ شکر یہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں کوئی اور بات نہیں کرنا چاہا اس قرارداد پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 133 منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 133 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم شائینہ کا کڑ صاحبہ آپ اپنی قرارداد نمبر 134 پیش کریں۔

محترمہ شائینہ کا کڑ: ہر گاہ کہ بلوچستان کے ناتھر ریجن کوئٹہ، ساؤتھر ریجن خضدار اور ویسٹ ریجن گوادر کی

شاہراہوں پر موٹروے پولیس مکمل طور پر 2017 سے فعال ہے اور ان کے متعلقہ جنرل نیجر بھی ہر ریجن میں

تعیینات ہیں اور ان کی متعلقہ جنرل نیجر بھی ہر ریجن میں تعینات ہیں جبکہ اس کی برعکس ایسٹ ریجن قلعہ سیف اللہ

میں تا حال نہ تو موٹروے پولیس فعال ہے اور نہ ہی ان کا کوئی جنرل نیجر تعینات ہے۔ جس کی وجہ سے ایسٹ

ریجن قلعہ سیف اللہ جن میں مسلم باغ، کان مہتر زئی، ٹوب، لورالائی اور رکھنی کے علاقے شامل ہیں میں آئے روز

ٹریفک حادثات رونما ہو رہے ہیں اور جس کی وجہ سے صوبے کے سینکڑوں لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے (وزارت مواصلات) سے

رجوع کرے کہ وہ فوری طور پر مذکورہ ایسٹ ریجن میں موٹروے پولیس کو فعال کریں اور ان کی جنرل نیجر کی تعیناتی

کو بھی یقینی بنائے تاکہ علاقے میں ٹریفک حادثات کا سدباب ممکن ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 134 پیش ہوئی۔ Admissibility کی وضاحت فرمائیں۔
 محترمہ شاہینہ کاکڑ: جناب اسپیکر جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ 2017ء میں چاروں region کی منظوری ہو گئی ہے لیکن قلعہ سیف اللہ آج تک غیر فعال ہے اس ریجن قلعہ سیف اللہ میں ژوب اور مسلم باغ، کان مہترئی اور لورالائی کی رکنی اور مختلف علاقوں کی شامل ہے جس پر زیادہ ٹریفک کی وجہ سے آئے روز ٹریفک حادثات نظر آتے ہیں جناب اسپیکر ہر روز ٹریفک حادثات کی وجہ سے بہت سی قیمتی جانیں موت کی منہ میں چلی جاتی ہیں۔ قلعہ سیف اللہ میں ریجن پر این ایچ اے دو صوبوں سے ملتے ہیں اور قلعہ سیف اللہ میں بہت سے حادثات ہوتے ہیں روڈوں پر۔ تو میں یہ گزارش کرتی ہوں وفاقی حکومت سے کہ وہ قلعہ سیف اللہ کی جی ایم نہ ہے اور نہ جی ایم کی آفس ہے اور نہ پورے ریجن کی موٹروے پولیس ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب انسانی ہمدردی کی خاطر سے جتنی جلدی ہو سکے قلعہ سیف اللہ ریجن کی جی ایم کی تعیناتی اور ٹریفک پولیس کو فعال کریں اور میں وفاقی حکومت سے رجوع کرتی ہوں کہ یہ مطالبہ جو ہمارے قرارداد جو ہے یہ ایک اہم قرارداد ہے اُس کو آپ اعتراف کرتی ہے تاکہ علاقے کے لوگ آئندہ اس ناخوشگوار واقع سے بچ جائیں۔ شکریہ۔

محترمہ شاہینہ کاکڑ: شکریہ میڈیم شاہینہ کاکڑ صاحبہ۔ جی صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اس علاقے سے اور اس ایریا سے ہمارا بھی تعلق ہے۔ صرف یہ کہ ان حادثات کو روکنے کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کو بخوبی جانتے ہیں اس سال کی آپ پی ایس ڈی پی بک آپ خود دیکھ لیں۔ جس میں اس ریجن کی طرف سے کوئی بھی ایک سٹرک بھی فیڈرل پی ایس ڈی پی میں شامل نہیں کیا گیا۔ وہ اس وجہ سے کہ اس ریجن کی آفس آج تک نہیں بنایا گیا باقی سات ریجن کی جتنے بھی ہیں اُس کی آفس باقاعدہ ہے اُن کی جی ایم بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن کا پورا عملہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس ریجن کی نہ کوئی آفس ہے اور نہ اُن کا جی ایم یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے اس علاقے کے سی اینڈ ڈبلیو کی طرف سے یعنی مواصلات کی خاص پروجیکٹ اس میں شامل نہیں ہوا ہے۔ لہذا یہ میرے خیال میں متفقہ طور پر پورا اسمبلی منظور کرے تاکہ قلعہ سیف اللہ کی ریجن کیلئے جو ہمارے مشکلات ہیں۔ وہ پوری طور پر اپنے آفس بنائے منظوری بھی ہے ان کی جی ایم بھی ہے لیکن وہ آفس نہیں کھول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب۔ جی اکبر مینگل صاحب۔

جناب اکبر مینگل: میں اپنی بہن محترمہ شاہینہ کاکڑ کی اس قرارداد کی میں خود حمایت کرتا ہوں۔ بڑے افسوس

کی ساتھ کہنا پڑتا ہے جب آپ کو ٹیڈ سے سفر کرتے ہیں۔ تو آپ کو مستونگ تک موٹروے پولیس نظر آتا ہے اُس کے بعد اگر آپ کراچی سے آتے ہیں۔ تو حب سے لیکر اوٹھل تک نظر آتا ہے باقی اوٹھل سے لیکر مستونگ تک کوئی بھی ان کا نام و نشان نہیں ہے۔ اور زیادہ تر جو ہے ایکسیڈنٹ، حادثات آئے دن گاڑیاں جو ہے حادثات کا شکار ہوتی ہیں۔ کئی خاندانوں کی خاندان جو ہے اُجڑ گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ جو ہے ہم سب کا مسئلہ ہے اور خصوصاً جو مستونگ سے اوٹھل تک جو غائب ہیں۔ تو کم از کم اُن ایریا میں خاص کر قلات میں، خضدار میں ان تمام ایریا میں ان کو موجود ہونا چاہئے اور صوبائی حکومت ان کو پابند کرے تاکہ وہ نئی بھرتیاں کرے اُن علاقوں سے کریں، تاکہ حادثات کی جو ریٹ ہو ہے اُس کو کم کیا جاسکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اکبر مینگل صاحب۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ مختصراً

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر! محترمہ نے جو قرارداد لایا میں اُس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ یقیناً جو شاہراہیں ہیں ہمارے صوبے کی ایک تو پورے صوبے میں dual carriage way کا نام و نشان نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ سی پیک کے تحت جو شاہراہیں بننی تھی وہ نہ بن سکی سوائے گوادریں دو تین پروجیکٹ کے اور کوئی پروجیکٹ نہیں ہے۔ اور ان سنگل روڈوں پر جو ابھی ہے اس وقت اُس میں بھی صورت حال یہ ہے کہ موٹروے پولیس نہ ہونے کی وجہ سے بالخصوص جس طرح محترمہ نے اپنے قرارداد میں کہا ہے کہ اس کا ریجن قلعہ سیف اللہ جن میں مسلم باغ، کان مہتر زئی، ژوب، لورالائی، رکنی کے علاقے شامل ہیں۔ اس میں بلکہ تمام علاقوں میں حادثات ہوتے ہیں مگر Particularly اس علاقے میں موٹروے پولیس کا نام و نشان نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ڈرائیور حضرات اتنے سپیڈ سے گاڑیاں چلاتے ہیں کہ آئے روز حادثات ہوتے ہیں میں نے اُس دن بھی آپ سے کہا تھا کہ جو سروے ہوا ہے گزشتہ دو سالوں میں 9 ہزار لوگ ان شاہراہوں پر ٹریفک کے حادثات میں جان بحق ہو چکے ہیں۔ تو میں مطالبہ کروں گا اور اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے موٹروے پولیس ان تمام ایسٹرن ریجن کو اپنے تحویل میں لے لیں۔ اور اس میں سختی کریں اور سلسلے میں موٹروے پولیس نہ صرف ریجن ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہے پروویژنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہے سب اپنا کردار ادا کریں کہ کم از کم ٹریفک حادثات نہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی کھیتراں صاحب۔ اسی قرارداد کے متعلق بات کرنا ہے

سردار عبدالرحمن کھمتران (وزیر برائے مواصلات و تعمیرات): جی جی کیوں کہ آپ کا بھی علاقہ ہے ہمارا بھی علاقہ۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ بی بی شاہینہ نے جو قرار دلائی ہے بہت اہمیت کی حامل ہے چونکہ آپ بھی اُس علاقے سے وابستہ ہیں ہم بھی اُس علاقے سے وابستہ ہیں۔ لیکن بحیثیت منسٹری اینڈ ڈبلیو میں تھوڑا سا گزارش کروں گا یہ این 70 جو قلعہ سیف اللہ سے شروع ہو رہا ہے جو بھواٹ تک اس طریقے آگے پنجاب میں جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں جیسا کہ آج ایک فیکر آئی ہے کوئٹہ کراچی روڈ کی وائی خضدار اور بہت اچھی فیکر انہوں نے دیا ہے کہ میرے خیال میں 4 ہزار 8 سو لوگ اس روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہو گئے ہیں پچھلے 10 سالوں میں۔ میرے خیال میں ٹاٹا فیکر ہے اور جو دہشت گردی میں شہید ہوئے ہیں میرے خیال میں تقریباً 3 ہزار کے قریب ہے تو اسی طریقے سے یہ قلعہ سیف اللہ اور رکنی اس حد تک آگے تو انہوں نے کھنڈ و سے آگے ایک بہت خوبصورت نیا عجوبہ دنیا کا میرے خیال میں دسواں عجوبہ روڈ بنائی ہے ہم شکر گزار ہے جاپان گورنمنٹ کے کہ انہوں نے امدادی ہے اس طرف جو لکرا ہے اُس کا بھی سروے ہو رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں CM پنجاب سردار عثمان بزدار کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک روڈ شاید کہ آپ کے علاقے سے آرہی ہے اور ایک میرے ایرے سے چپو ٹو تونہ میرے خیال میں دو ڈھائی گھنٹے میں ہم آگے موٹر وے پر چڑھ جائیں گے یہ لورالائی، دکی، موسیٰ خیل، بارکھان، کوبلو اور اسی طریقے سے ڈیرہ بگٹی یہ سارا اور یہ روڈ جو این 70 ہے جو نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے پاس ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ یہ قاتل روڈ ہے میرے خیال میں کوئی ماہانہ ایسا نہیں ہے جو کھنی اور آپ کے ایرے میں قیمتی جانیں ضائع نہیں ہوں۔ اور خاص کر گڑنگ میں پچھلے دنوں میں کتنے ایکسیڈنٹ ہوئیں آپ کے سامنے۔ تو میں اس قرارداد کی گورنمنٹ کی طرف بھی اپنی طرف سے بھی اُس علاقے کی عوام کی طرف سے گزارش کروں گا کہ ایک این ایچ وے والے موٹر وے پولیس کی یا جو بھی طریقہ کرتے ہیں۔ جنرل نیجر رپورٹ کرتے ہیں یا پانچ سات گاڑیاں جو پٹرولنگ گاڑیاں ہوتی ہیں وہ اس پر ڈی پوٹ کریں شکر یہ الحمد للہ اب اس روڈ پر جو پہلے دہشت گردی ہوتی تھی ہمارے لاء اینڈ فورسز ایجنسیز نے الحمد للہ الحمد للہ اتنا پیارا ماحول پیدا کیا کہ رات دن ابھی ٹریفک ہے لوگ اپنی فیملز کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ اب کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے لاء اینڈ فورسز ایجنسیز جس میں لیویز، پولیس، ایف سی، آرمی تمام جتنے بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مہربانی کریں کہ آپ لیٹر لکھ لیں ایک تو اس قرارداد کو پورے ایوان کی طرف سے منظور کریں اور دوسرا یہ آپ کا Good Office ایک لیٹر لکھ لیں اس کے دو چیزوں جن میں جنرل نیجر پلس پانچ سات گاڑیاں ساتھ

لکھے۔ Thank you very much۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ سردار کھیتر ان صاحب۔ جی مبین خلجی صاحب۔

جناب محمد مبین خلجی (وزیر برائے آئی ٹی): جناب اسپیکر صاحب جیسے انہوں نے بتایا کہ قرارداد میں کہ روڈوں کے حوالے سے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کی بڑی مہربانی ہے اور ہمارے پرائم منسٹر عمران خان صاحب اُس دن مراد سعید نے بھی اسمبلی میں speech کی اور ہمارے ڈپٹی اسپیکر قاسم سوری کی ہم لوگوں کی کاوشوں سے ہماری گورنمنٹ کی یعنی کراچی روٹ ڈبل ہو رہے ہیں اس پرنٹڈر ہو چکا ہے اور next month انشاء اللہ کام بھی ایوارڈ ہو گیا اور کام بھی شروع ہو گا میں چاہوں گا کہ صرف اور صرف فیڈرل کے خلاف بات نہ کی جائے جو اچھے کام ہو رہے ہیں اُس کے بارے میں بھی بات کی جائے۔ یہ 70 سالوں میں کوئی روڈ بھی ڈبل نہیں تھے ہر ایک کی گورنمنٹ یہاں پر رہی ہے۔ آج ٹوب روڈ بھی آپ جا کے دیکھ سکتے ہیں کہ کچلاک سے ٹوب روڈ بھی ڈبل ہو رہا ہے یہ ہماری گورنمنٹ میں ہو رہا ہے یہ ہماری وجہ سے ہو رہے ہیں تو اس کو بھی پوائنٹ آف کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ مبین خلجی صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 134 منظور کی جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 134 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا قرارداد نمبر 135 دریافت فرمائیں۔۔۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب میں قرارداد سے پہلے دو باتیں بی اے پی کا جو صدر ہے ظہور بلیدی صاحب سے چار باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ظہور بلیدی صاحب یہ جو گورنمنٹ کے بنانے میں ہم اپوزیشن کا اہم کردار رہا ہے ظہور صاحب اگر آپ لوگ ان اقتداروں میں بیٹھے ہو۔ یہ آج اپوزیشن کے بابرکت ہے الحمد للہ۔ ظہور صاحب میرے باتیں غور سے سنیں۔ جام نے میرے والد حاجی شاہ سلیم کو قتل نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے موت خود مرا تھا اسی رویے سے ہم لوگوں نے اُس کا کاہینہ اور سب کو ہم نے ہٹا دیا۔ آج آپ لوگوں کا رویہ اس طرح ہے۔ آپ بلوچ ہے بلوچ بلوچی میں کہتے ہیں کہ واہ بلوچ مردیں زانگے زبان سر بوچ۔ بلوچی میں اسی طرح کہتے ہیں سردار صاحب زبان زبان ہے۔

میر زابد علی ریکی: آپ لوگوں کا بھی زبان ہے زبان پر کھڑے رہو۔ ہم لوگوں نے بھی زبان کیا ہے اُسی زبان

پر ہم لوگ بھی پاسدار ہے۔ اس طرح رویہ جو آپ لوگ کر رہے ہیں یہ رویہ ظہور صاحب انشاء اللہ چلنے والا نہیں ہے۔ زاہد نے انشاء اللہ جام کمال کو بھی اللہ تعالیٰ کی بدولت جام کو بھی اس طرح کیا اور انشاء اللہ آپ لوگوں کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ اگر اللہ نے زندگی دیا۔ میں اس طرح نہیں ٹھہروں گا انشاء اللہ یہ نہیں سمجھے کہ ہم نے کیا کیا۔ ظہور صاحب یہ باتیں سنیں ہمارا حق ہے۔ ہم حق کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارا حق ہمیں دے دیں۔ ہم خدا نخواستہ ناجائز کہتے۔ آپ بولو کہ حاجی زاہد آپ ناجائز ہے۔ سردار عبدالرحمن سردار ہے بولو زاہد آپ ناجائز ہے۔ ہم لوگوں نے منسٹری نہیں لیا ہے۔ کم از کم ہمارے حلقوں میں کم از کم وہ جو کام ہے آپ اُس کام کو ہمارے مطابق چلے۔ ہمیں عوام نے نمائندہ کر کے بھیجا ہوا ہے واجہ اسد بلوچ (بلوچی) کہ اُس دن ہم لوگ سب ایک پنجرے میں بند تھے بحکم جناب ڈپٹی اسپیکر x x غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

اس طرح گولے بارود ہمارے اوپر برسا رہے تھے ہم نے کہا ہمارے سر بھی جائے ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ ظہور صاحب ہم آپ کے ساتھ تھے، ہم آپ کے ساتھ رہیں گے، سردار صاحب ہم آپ کے ساتھ رہیں گے، واجہ اسد آپ کے ساتھ رہیں گے۔ یہ طریقہ ہے جو آپ لوگ کر رہے ہیں ہمارے ساتھ۔ ہم لوگوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ سردار صاحب ہم نے کیا گناہ کیا ہے۔ ظہور صاحب بات کریں۔ ہم نے کیا گناہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ ایک لفظ حذف کریں یہ اسمبلی کے ریکارڈ میں آجائے گا۔ آپ نے کہا کہ ماں بہن۔ میرزا بدعلی ریکی: زبان زبان ہے بالکل ہم کھڑے رہیں ہم کھڑے رہیں گے اور سر تک کھڑے رہیں گے کسی کے ساتھ۔ ہم نے کہا ہے کہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم نے کب کہا ہے کہ آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ مگر جو زبان کی پاسداری ہے کم از کم آپ اُس کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر برائے پی اینڈ ڈی): جناب اسپیکر بحیثیت رکن زاہد صاحب میرے دوست بھی ہیں عزیز بھی ہیں۔ اور میں اُن کی انتہائی قدر کرتا ہوں وہ اس بات پر نہیں کہ وہ ایک اچھے انسان ہیں بلکہ اس بات پر بھی کہ اسمبلی میں کھڑے ہو کے اپنے علاقے کی جو ہے بھر پور نمائندگی کرتے ہیں اور اپنے علاقے کے حقوق کے حوالے سے جو ہے ہر طرح یہاں پر بیٹھ کر لڑتے ہیں۔ جہاں تک انہوں نے میرا نام لیا اور حکومت کی تبدیلی کا نام لیا تو جناب اسپیکر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپوزیشن نے حکومت کی تبدیلی کے حوالے سے بڑا کردار ادا کیا ہے لیکن میں بحیثیت پارلیمانی لیڈر بلوچستان عوامی پارٹی بحیثیت وزیر منصوبہ بندی و ترقیات میں آج یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی تبدیلی کے حوالے سے جو ایک دن یہاں پر معزز رکن نے کہا کہ جی ہمارے ساتھ کوئی

ایگریمنٹ ہوا ہے۔ آج زابد صاحب سادہ لوح انسان ہے انہوں نے کہا کہ جی اپنی زبان کی پاسداری کرو۔ میرا کسی کے ساتھ کوئی زبان نہیں ہوا ہے۔ اور ایک دن یہاں تک کہ ایک معزز رکن یہاں پر کھڑا ہو کے انہوں نے کہا کہ 24 نقاتی مطالبات پر حکومت بنائی گئی۔ نہ مجھے اُس مطالبات کا پتہ ہے اور میں نے ٹیوٹر پر بھی کہا تھا کہ اگر کوئی معاہدہ کسی کے ساتھ ہوا ہے اُس پر منظر عام پر لائے۔ کیونکہ یہ ایک بہت بڑی بات کہہ دی ہے جس طرح مری معاہدہ ہوا تھا کچھلی حکومت میں اور اُس کے گواہان تھے۔ اسی طرح اگر کوئی معاہدہ کسی کے ساتھ ہوا ہے وہ لے آئیں اور اپنی پوزیشن واضح کریں۔ میں نہ کسی معاہدہ کا حصہ تھا نہ میں نے کسی کے ساتھ زبان کی ہے نہ میں نے کسی کے ساتھ فنڈز کا وعدہ کیا ہے۔ جس نے زبان کی ہے جس نے معاہدہ کیا ہے جس نے کوئی written agreement کیا ہے۔ میں آج اس بات چونکہ انہوں نے مجھ پر سنگین الزامات لگائے کہ میں نے اپنی زبان کی پاسداری نہیں کی ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ایگریمنٹ اسمبلی کے فلور پر لے آئیں کہ آیا اُس ایگریمنٹ میں کیا لکھا ہوا تھا۔ کیا ذاتی نوعیت کے معاملات تھے یا بلوچستان کے حوالے سے معاملات تھے تاکہ بلوچستان کے عوام کو پتہ لگے کہ وہ کونسا معاہدہ تھا جس کے تحت حکومت تبدیل ہوئی۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی

میرزا بدلی ریکی: ظہور صاحب میں written کا نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ لوگوں کو یاد آ رہے ہیں ہم لوگ سب اکٹھے تھے پانچ دن ایک کمرے میں ایک جگہ میں تھے۔ آپ لوگوں نے یہی کہا کہ بھائی جو آپ لوگ کہیں گے آپ لوگ اپنے حلقے میں کہیں گے ہم وہی کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر برائے مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر! تھوڑی دیر پہلے یہ معاہدے ٹائپ کی جو گونچ اس ایوان میں ہوئی۔ اُس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں گزارش یہ ہے کہ کسی کیساتھ کوئی معاہدہ یا written کوئی چیز میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں جب ہم اس گورنمنٹ کی تبدیلی لارہے تھے کوئی۔ ہاں البتہ ایک سردار ثناء اللہ زہری نے رہنمائی کے لئے کہ جی یہ بھی ہونا چاہیے۔ جیسے ساحل کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ تو اسمبلی کے فلور پر انہوں نے جو بیان کئے پانچ یا چھ نقات۔

وزیر برائے مواصلات و تعمیرات: جی وہ ہے جہاں تک زابد صاحب کا کہنا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم

نے مل کے یہ حکومت بنائی ہے انہوں نے کہا کہ ہم یہ وزارتیں وغیرہ نہیں لیں گے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور رہیں گے۔ انشاء اللہ میں اسمبلی کے فلور پر کہتا ہوں چھوٹی موٹی چیزیں ہوتی ہیں وہ گھر میں بھی ہوتے ہیں وہ مسئلہ نہیں ہے۔ میں زاہد صاحب میرے سامنے ہے۔ میرے محکمے کے حوالے سے انہوں نے جو چیزیں میرے سامنے لائی میں کوشش کر رہا ہوں کچھ تو ہم نے حل کئے ہیں ان کے مسئلے۔ لیکن پچھلے ساڑھے تین سال کے مسائل تھے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے محکمے۔ آپ یہ سمجھے کہ آپ کے پاس ہے، day one ہمارے چیف منسٹر میر عبدالقدوس بزنجو نے اسمبلی کے فلور پر بھی کہا اور ہر جگہ پر کہا ہے کہ اس حکومت کو جتنا عرصہ بچتا ہے 2023ء تک انشاء اللہ چلے گی۔ ہر ایم پی اے منتخب نمائندہ ہے اور وہ اپنے حلقے کا بحیثیت ممبر بحیثیت چیف منسٹر وہ ایکٹ کریگا۔ اور ہم اپنے جوسی ایم ہے ان کے الفاظ کی پاسداری کریں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کہیں پر بھی پی اینڈ ڈی کے حوالے سے ہمارے کسی بھی حوالے سے ہم انشاء اللہ آپ کے ساتھ ہیں۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: جناب اسپیکر! میں صرف دو منٹ لوں گا اس ایوان کا۔ بار بار اس معاہدے کی کوئی بات ہو رہی ہے، گونج ہو رہی ہے، چار، پانچ دن پہلے بھی میرے خیال میں اسمبلی میں یہ ہوا تھا۔ اپوزیشن کے سارے دوست ہمارے مہربان ہیں ہمارے ساتھی ہیں۔ میں بھی ان کو اس بات کی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ 24 نکات بلوچستان کے مفاد میں تھے تو میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اس کو کم سے کم اس ایوان میں آنا چاہیے اس معاہدے کو وہ ذاتی تھے یا بلوچستان کے تھے اگر بلوچستان کے تھے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ اگر ذاتی ہیں یہ جو چھپایا جا رہا ہے نہیں بتایا جا رہا ہے ضرور کچھ نہ کچھ اس میں پیچھے کچھ اس طرح کے معاملات ہیں جو ذاتی نوعیت کے لگ رہے ہیں اس لئے اس کو ظاہر نہیں کیا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں بلوچستان کے عوام اس چیز کو جاننا چاہتے ہیں تو بہتر ہوگا اس معاہدے کو ایک تو وہ مری معاہدہ تھا وہ سب کے سامنے آ گیا۔ یہ فارم ہاؤس کا معاہدہ بھی میرے خیال میں بلوچستان کے عوام کے سامنے لازماً آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زاہد ریکی صاحب قرارداد کی طرف آجائیں۔ قرارداد نمبر 135۔

میر زاہد علی ریکی: قرارداد نمبر 135۔

ہر گاہ کہ سوئی سدرن گیس کمپنی بلوچستان کے عوام سے کروڑوں روپے سلومیٹر چارجز کے مد میں وصول کی ہے جو کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے جبکہ حال ہی میں معزز عدالت عالیہ بلوچستان نے بھی سلومیٹر

چار جز کے خلاف ایک فیصلہ دے دیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی SSGC حکام لوگوں سے سلومیٹر کے نام پر چارج وصول کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے طرف عوام کو گیس کی فراہمی بھی معطل کر رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو اس شدید سردی میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کر کے وہ اس SSGC کو عوام سے سلومیٹر کے پر وصول شدہ کروڑوں روپے واپس اور آئیندہ اس قسم کے چارجز سے روکنے اور صوبے میں گیس کی فراہمی بھی یقینی بنائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 135 پیش ہوئی۔ محرک admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب زاہد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب اس slow meter کی جو گیس والوں نے رقم لی تھی تو آپ خود دیکھ رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب اس سردیوں میں گیس کی پریشر کے حوالے سے دیکھیں اور یہ جو پیسے اس لوگوں نے لیئے ہیں عدالت نے باقاعدہ حکم دیا تھا اس کے باوجود اب کسی طرح کی عملدرآمد نہیں ہوئی ہے اسی طرح مختصر آپ کو کہتا ہوں جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان ہے۔ دو منٹ۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی زاہد ریکی صاحب۔

جناب زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اس گیس کے بارے میں، میں نے کہا کہ آپ کی قرارداد تو ٹھیک ہے انشاء اللہ سارے دوست اس کو منظور کریں گے کم از کم وفاق کو آپ کوئی letter یا اسمبلی سے یہاں سے لکھ کر بھیجیں یہ کیا وجہ ہے بلوچستان کے اس گیس کے بارے میں گیس بھی ہماری ہے یہاں سے نکل رہی ہے اور ہماری سردیوں میں یہ حالت ہے جناب اسپیکر صاحب Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زاہد علی ریکی صاحب کوئی اور ممبر تو بات نہیں کرنا چاہتا ہے اس حوالے سے قرارداد نمبر 135 پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 135 منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 135 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب اپنی قرارداد نمبر 136 پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر قرارداد نمبر 136۔ ہر گاہ کہ ہمارے صوبے کے عوام

اور بالخصوص زمینداروں کا انحصار زراعت و باغات پر منحصر ہے جس میں اکثریت سیب کے باغات ہیں جس سے پورے ملک کی ضروریات پوری ہوتی ہیں ہونے کے باوجود باہر ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے جس سے ہمارے زمینداروں کی معاشی زندگی تباہ ہوگئی ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ سیب کے import پر فوری طور پر پابندی لگانے کو یقینی بنائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 136 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر۔ اس حوالے سے بارہا ہم نے اسمبلی کے فلور پر کہا ہے کہ ہماری عوام کا انحصار معاشی زندگی کا انحصار ایک طرف زراعت پر ہے دوسری جانب لائیو سٹاک مال مویشی پر ہے۔ جناب اسپیکر جو گزشتہ سالوں کی تباہ کن قحط آیا مسلسل خشک سالی ہوئی۔ اور جس سے ہمارے کم و بیش پچاس لاکھ کے قریب پھل دینے والے عوام نے لوگوں نے زمینداروں نے کاٹ دیئے۔ اس طرح اس سے بھی زیادہ تعداد میں مال مویشی مر گئے جناب اسپیکر جس سے ہمارے زمینداروں کو یقیناً بہت زیادہ نقصانات اٹھانے پڑے۔ اس کے باوجود ہمارے زمیندار مسلسل محنت کر رہے ہیں ہمارے صوبے سے تقریباً ان تمام خشک سالی کے باوجود ان تمام قحط کے باوجود اب بھی سالانہ کوئی بارہ لاکھ ٹن سیب ہم پیدا کرتے ہیں جو ہمارے پورے ملک کی ضروریات پوری ہو جاتی ہے اس بارہ لاکھ ٹن سیب سے، مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جونہی ہمارا سیب جس پر ہمارے لوگوں نے محنت کی ہے آپ اٹھا کر دیکھیں پشین سے لیکر قلعہ عبداللہ مستونگ قلات سوراب لور لائی قلعہ سیف اللہ کان ہتر زئی زیارت ان علاقوں کے سیب جو یقیناً بہت ہی ایک اچھا قسم کا سیب ہوتا ہے اور اس کے باوجود مافیا وہ باہر ملک سے کسٹم والے ایف بی آر والے ان سے مل کر کے باہر سے سیب Import کیا جاتا ہے۔ اور پھر ان پرنٹیکس بھی نہیں لگایا جاتا اگر ان پرنٹیکس لگایا جائے تو شاید اتنی بڑی تعداد میں اتنے بہت سارے ٹرالرنہ آئیں یہاں پر لیکن وہ فری کھاتے میں آ کر کے یہاں منڈیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور جو ہمارا سیب ہوتا جو ہمارے زمینداروں نے محنت کی ہوتی ہے وہ بیچارے اس حد تک مجبور ہوتے ہیں کہ بعض زمیندار جب یہ لیکر جاتے ہیں پنجاب لاہور فیصل آباد کی منڈیوں تک باقی وہ اپنے اس گاڑی ٹرک کا کرایہ بھی پورا نہیں کر سکتے وہ وہاں سے چپ کر نکل جاتا ہے۔ جناب اسپیکر اگر یہ صورتحال رہی آپ کے جتنے بھی جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا یہاں پھر سرکاری ملازمتوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں اس کی حالت بھی آپ دیکھ رہے ہو کہ بازگشت سنائی دے رہی ہے کہ کونٹے کی ملازمتیں وہ باہر جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جو ہمارا ٹریڈ تھا جو ہمارا خاص کر چمن ڈیورنڈ لائن پر جو

ٹریڈ ہو رہی تھی جس سے پچیس تیس ہزار لوگ وابستہ تھے وہ بیچارے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں یہاں گوادر، تربت، کیچ دوسرے تفتان وہاں پر جو لوگ بارڈر ٹریڈ کرتے تھے جہاں وہاں کی زندگی کا انحصار ان ممالک کے اشیائے خوردنوش پر تھی اس پر تو مکمل طور پر پابندی لگائی گئی ہمارے لوگ اب جناب اسپیکر اس حد تک مجبور ہو گئے کہ کیا ہم پتھر کھائیں۔ وفاقی حکومت نے وہاں فنڈنگ کی کیا صورتحال ہے وہ تو کچھ دے نہیں رہی ہے این ایف سی ایوارڈ ابھی تک چار سال سے due پڑا ہوا ہے این ایف سی ایوارڈ نہیں ہو رہا ہے اور جو پیسے آرہے ہیں اس کا بھی ابھی تک کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے۔ جو رہی سہی کسرتھی زراعت جس پر ہمارا انحصار تھا فصلات باغات اس کے ساتھ یہ تماشہ ہو رہا ہے کہ باہر سے سیب منگوا لو اور ہمارے زمینداروں کو تباہ کر دو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ اس قرارداد کو وفاقی حکومت کے پاس بھیجی جائے کہ جو باہر سے سیب آرہا ہے اس پر پابندی لگائی جائے تاکہ ہمارے زمیندار خود اپنا جو ہمارا اپنا سبب ہے جو بارہ لاکھ ٹن پیدا ہو رہا ہے جو ملک کی ضروریات کو پوری کر رہا ہے اس کو منڈیوں تک پہنچایا جائے thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرضیاء لاگو صاحب بات کر لیں اسکے بعد پھر جو ہے مینگل صاحب آپ بات کر لیں۔
میرضیاء اللہ لاگو (مشیر برائے محکمہ داخلہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم، معزز رکن بہت ہی اہمیت کی حامل قرارداد لائے جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے صوبے میں 70% لوگوں کا روزگار زمینداری سے وابستہ ہے اور یہ زمینداروں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ جب بھی یہ ہمارا سبب تیار ہو جاتا ہے تو باہر سے import کیا جاتا ہے سبب کو۔ جس سے ہمارے زمینداروں کا کافی نقصان ہوتا ہے۔ جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ بجلی کا مسئلہ بہت زیادہ ہے صرف 24 گھنٹے میں 4 گھنٹے ہماری زمینداروں کا زمینداری کے لیے بجلی دی جاتی ہے۔ اُس کے علاوہ water level بھی اتنا نیچے جا چکا ہے جس سے زمیندار کے لیے دن بہ دن مسئلہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں ہماری پارٹی اس قرارداد کی پوری حمایت کرتی ہے اور مناسب ہوگا کہ اس کو ایک مشترکہ قرارداد کے طور پر بنایا جائے اور مرکزی حکومت کو بھیجا جائے کہ فی الفور ایران سے جہاں سے بھی سبب لائے جا رہے ہیں جس سے ہمارے زمینداروں کو نقصان ہو رہا ہے فوراً اُس کو روکا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، جی اکبر مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: زیرے صاحب نے جو قرارداد نمبر 136 پیش کی ہے اُس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں، اسی

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں especially اس وقت بلوچستان میں یوریا اور کھاد کی مصنوعی shortage پیدا کی جا رہی ہے، زمینداروں کی جو پیداوار ہے اُس میں کمی ہوگی اور آنے والے وقت میں ہمارے زمیندار نان شبینہ کے محتاج ہوں گے۔ لہذا صوبائی حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جہاں کہیں بھی ذخیرہ اندازی ہو رہی ہے اُن کے مال کو پکڑا جائے اور ہمارے جو کسان ہیں اُن میں یہ مفت تقسیم کی جائے تاکہ آنے والے وقت میں ہمارے زمیندار جو ہیں وہ خوشحال زندگی گزار سکیں۔ جناب اسپیکر اس کا خاص کر نوٹس لیا جائے کہ یوریا اور کھاد جو ہے وہ صوبے میں اس وقت بالکل نہیں مل رہی ہے اگر کہیں مل بھی رہی ہے تو اُس کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ لہذا اس کمی کو پورا کیا جائے اور صوبائی حکومت اس کا نوٹس لے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ تو اس قرارداد کو مشترکہ طور پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 136 منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 136 منظور ہوئی۔

جناب نصر اللہ خان زیری: مختصر کر لیں نماز کا ٹائم ہے زیری صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیری: جناب اسپیکر! جناب وزیر داخلہ صاحب کے ڈیپارٹمنٹ پولیس کا CTD میں کوئی 1600 پوسٹیں آئی ہیں اُس میں کلریکل پوسٹیں بھی ہیں، مختلف پوسٹیں ہیں، انھوں نے جو قدر رکھا ہے 5.5 فٹ قد شرط لاگو ہے، حالانکہ جناب اسپیکر یہ میرے سامنے فرنیچر کور بلوچستان کا یہ اشتہار ہے جس میں انھوں نے 5 فٹ قد رکھا ہے، تو آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ پولیس سے کہا جائے کہ CTD میں جو پوسٹیں ہیں اُس میں جو یہ قد کا مسئلہ ہے اُس میں بہت ساری کلریکل پوسٹیں ہیں تو اُس میں قد جو ہے نہ وہ 5 فٹ رکھا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ آپ سے یہ request ہے جناب اسپیکر آپ رولنگ دے دیں یہ آپ کے سامنے اشتہار بھی ہے فرنیچر کور کا انھوں نے خود پانچ فٹ رکھا ہے تو CTD والے بھی اسی طرح کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی یقیناً میری ضیاء صاحب اس پر جو ہے کافی جوان میرے پاس بھی آئے تو اس پر جو ہے آپ اپنے محکمہ میں کیا کر سکتے ہیں، کافی پوسٹیں ہیں اگر اس میں relaxation ہو سکتی ہے قد کے حوالے سے کیونکہ FC نے بھی بلوچستان کو special relaxation دی ہوئی ہے۔

مشیر برائے محکمہ داخلہ: جی بالکل جناب اسپیکر آپ کی رولنگ ہے ہم انشاء اللہ اس کے حوالے سے ایک میٹنگ بلائیں گے FC نے اگر اس میں لوگوں کو relaxation دی ہے تو ہم کوشش کریں گے کہ پولیس میں

بھی لوگوں کو اس میں relaxation دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ FC کا بھی ان کے ساتھ attach ہے۔ شکریہ۔ اب میں گورنر کا حکمنامہ پڑھ کر سُناتا ہوں۔

ORDER

"In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Syed Zahoor Ahmed Agha, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 27th January, 2022".

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

